تعارفِ محمد ادریس رضوی

ورپورٹ جشن اعترافِ خدمات (سلور جبلی)
(۷؍جولائی ۲۰۱۳ء مطابق ۲۷؍شعبان المعظم ۱۴۳۴ھ)

مرتبین

مولانا محمد کاشف رضا شآد مصباحی

و

مولانا محمد مسعود رضا قادری

ناشر

غوث الوریٰ اکیڈمی

(زیر اہتمام) الجامعۃ الرضویہ کلیان (مہاراشٹر)

(جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں)

نام کتاب :تعارف محمد ادریس رضوی

مرتبین :مولانا محمد کاشف رضا شاد مصباحی و مولانا محمد مسعود رضا قادری

حسب فرمائش :جناب سید یاسین علی رضوی۔ موبائیل 9833500173

باہتمام :مولینا محمد مسعود رضا قادری، الجامعۃ الرضویہ کلیان

ڈیزائننگ :محمد شمشاد عالم رضوی۔ رضوی کمپیوٹر سینٹر جامعہ رضویہ کلیان

صفحات :۴۸ تعداد: ۱۱۰۰

قیمت :۲۰

سال اشاعت :جنوری ۲۰۱۴ء مطابق ربیع الاول ۱۴۳۵ھ

ناشر :غوث الوریٰ اکیڈمی (زیر اہتمام الجامعۃ الرضویہ کلیان)

ملنے کے پتے

☆سنی جامع مسجد، پتری پل، کلیان ۴۲۱۳۰۶

☆مولانا محمد مسعود رضا قادری، جامعہ رضوی، رضا نگر بیل بازار، کلیان (مہاراشٹر)

☆مولانا محمد کاشف رضا شاد، دارالعلوم رضائے مصطفےٰ، احمد رضا کالونی، رنگ روڈ، گلبرگہ

☆مولانا محمد مقیم الدین عنبر، مدرسہ رضویہ دارالقرآن عربیہ، کردھولی، ضلع دربھنگہ

☆مولانا قیصر علی مصباحی Masjid,E,Khalid.17Moneda Avenue Moorton Chatsworth4092 Durban

☆ڈاکٹر محمد توصیف رضا، حافظ قاری محمد قمر رضا، رضا منزل، مدلمن، پوسٹ کروا، ضلع دربھنگہ

☆تعارف........................۴تا۵

☆ادیب شہیر مولانا محمد ادریس رضوی، ایم۔ اے، کی تصانیف......مرتب..........۵تا۱۹

☆ادیب شہیر کی قلمی خدمات..........مرتب..........۱۹تا۲۱

☆جشن اعتراف خدمات (سلور جبلی)..........مرتب..........۲۱تا۲۲

☆نعت پاک..........مولانا محمد جمال الدین قادری..........۲۲تا۲۳

☆تاثرات..........راقم محمد مسعود رضا قادری..........۲۳تا۲۴

☆اظہار عقیدت..........جناب افسر دکنی..........۲۴تا۲۶

☆نعت پاک..........جناب اصغر علی..........۲۶تا۲۷

☆محمد ادریس رضوی سے انٹرویو..........مولانا عبدالقیوم مصباحی..........۲۷تا۳۰

☆جناب سید یاسین علی قادری..........
....
اور جناب انوار عالم قادری صاحبان سے انٹرویو..........مولانا عبدالقیوم مصباحی..........۳۱تا۳۳

☆مولانا محمد جمال الدین رضوی سے انٹرویو..........مولانا عبدالقیوم مصباحی..........۳۳تا۳۴

☆تہنیت کے چند الفاظ، دربارگاہ رضوی میں..........مولانا اشتیاق احمد مصباحی..........۳۴تا۳۵

☆مفتیٔ اعظم ہند ایوارڈ..........ٹرسٹیان کے ذریعہ..........۳۵

☆عمرہ کے لئے قرعہ اندازی..........بدست محمد ادریس رضوی..........۳۵تا۳۶

☆مولانا ادریس رضوی کی علمی و ادبی خدمات کی ربع صدی...ڈاکٹر منظور احمد دکنی، گلبرگہ...۳۶تا۴۳

☆ادیب شہیر کی خدمات..........مولانا محمد قمر عالم قادری..........۴۳تا۴۶

☆اختتامیہ..........۴۷تا۴۸

تعارف

ادیبِ شہیر، خطیبِ بے نظیر مولانا الحاج محمد ادریس رضوی، ایم۔اے، خطیب امام سنّی جامع مسجد پتری پُل کلیان، مذہبی، علمی وادبی دنیا میں محتاجِ تعارف نہیں ہیں، دور تک ہی نہیں، بلکہ آپ کی تصانیف ملک کے علاوہ برونِ ممالک میں بھی پڑھی جاتی ہیں، موصوف کی پیدائش بروز اتوار ۳/محرم الحرام ۱۳۷۸ھ بمطابق ۲۰/جولائی ۱۹۵۸ء کو دربھنگہ ضلع کے ایک گاؤں ''مدلمن'' (Madilman) میں الحاج محمد منیف صاحب کے یہاں ہوئی، موصوف نے ۱تا۵/جماعت کی تعلیم اسکول میں حاصل کی، اس کے بعد آپ کے والدِ محترم نے گاؤں کے مدرسہ میں داخلہ کرادیا اور آپ نے ابتدائی دینیات سے گیارہ پارہ حفظ گاؤں میں کیا، ۱۹۷۲ء سے ۱۹۷۴ء کے وسط تک ''دارالعلوم احمدیہ، مومن ٹولہ، مدھوبنی (بہار) میں رہے، ۱۹۷۴ء کے وسط سے ۱۹۷۶ء کے وسط تک ''مدرسہ عزیزیہ، پوپری بازار (بہار) میں رہ کر حفظ مکمل کیا، ۱۹۷۶ء سے ۱۹۷۸ء تک ''دارالعلوم معینیہ حیدریہ'' نیا قلعہ، سیوان (بہار) میں پڑھتے رہے، ۱۹۷۶ء میں حفظ کی دستار ''دارالعلوم حیدریہ معینیہ، نیا قلعہ سیوان (بہار) سے لی، پھر اسی مدرسہ میں فارسی کی پہلی سے گلستاں تک پڑھنے کے بعد ۱۹۷۸ء سے ۱۹۷۹ء تک دارالعلوم جامعہ غازیہ سید العلوم، بڑی تکیہ، بہرائچ میں قرأت حفص کی مکمل روایت پڑھ کر قرأت کی پڑھائی چھوڑ دی، طالب علمی کے زمانہ میں یہاں ہی سے ۱۹۷۹ء میں بریلی جاکر مفتی اعظم ہند مصطفےٰ رضا نوری رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے، ۱۹۸۰ء میں ''مدرسہ یتیم خانہ اسلامیہ رضویہ، شیخ محلّہ، سیوان، بہار میں داخلہ لے کر مدرسہ ایجوکیشن عربی فارسی بورڈ بہار سے ''وسطانیہ''، ''فوقانیہ'' اور ''مولوی'' وغیرہ کیا، پھر اس کے بعد موضع سلطان پور، ضلع سیوان میں امامت وتدریس کے کام میں لگ گئے، ۱۹۸۸ء سے کلیان مہاراشٹر میں آگئے جب سے یہاں ہی سکونت پذیر رہ کر سنی جامع مسجد پتری پل میں امامت وخطابت کے فرائض انجام دے رہے ہیں، یہاں ہی رہ کر موصوف نے ۱۹۹۵ء میں

میسور یونیورسٹی میسور سے ایم، اے، کی سند حاصل کی۔

تصانیف

☆(۱) نام کتاب: ماہتابِ رسالت کی جلوہ ریزیاں۔ صفحات ۹۶

☆ناشر: غوثیہ پبلشر، مرزا غالب روڈ، الہ آباد۔۳ (یوپی)

☆اشاعت اوّل: (اردو) ۱۹۹۰ء

☆اشاعت دوم: (انگریزی) محرم الحرام ۱۴۳۱ھ مطابق دسمبر ۲۰۰۹ء اور جنوری ۲۰۱۰ء

Manifeestations of The Moon ofProphethood ۔صفحات ۱۰۰

مترجم: مولانا محمد آفتاب قاسم رضوی (ساؤتھ افریقہ)

☆ناشر: امام مصطفیٰ رضا سینٹر، ڈربن ساؤتھ افریقہ

☆اشاعت سوم: (اردو) ۱۴۳۴ھ مطابق ۲۰۱۲ء۔ صفحات ۸۰

☆ناشر: سیرت فاؤنڈیشن، گل برگہ (کرناٹک)

اس کتاب پر حضرت مولانا قاری ظفیر الدین صاحب علیہ الرحمہ سابق امام میمن مسجد کلیان کی تقریظ ہے، جسے دوسرے ایڈیشن (انگریزی) اور تیسرے ایڈیشن (اردو) میں برقرار رکھا گیا ہے، مذکورہ کتاب کے پہلے ایڈیشن پر تبصرہ کرتے ہوئے سیّد عارف علی رضوی، صدر رضا لائبریری کلیان لکھتے ہیں:

یوم الجمعہ، ۱۹/اپریل ۱۹۹۱ء

''ماہتابِ رسالت کی جلوہ ریزیاں'' حضرت مولانا محمد ادریس رضوی صاحب کی تازہ تالیف ہے، اس سے قبل مولانا موصوف کے مختلف موضوعات پر تحقیقی مضامین اکثر نظر سے گذرے ہیں، لیکن زیرِ تبصرہ کتاب مولانا موصوف کی باضابطہ پہلی قلمی کاوش ہے۔

سیرت النبی ﷺ پر اب تک بیشمار کتابیں منظر عام پر آچکی ہے، لیکن ''ماہتابِ رسالت'' مختصر ہونے کے باوجود سیرتِ نبوی ﷺ کے ان مخفی گوشوں پر واضح روشنی ڈالتی ہے، جو عام طور سے سیرت کی کتابوں میں نہیں ملتیں، اس لحاظ سے مولانا موصوف کی کتاب کو ایک اضافہ قرار دیا جاسکتا ہے۔

مولانا موصوف نے اپنی کتاب کی ترتیب کے دوران ان تمام باتوں کو پیش نظر رکھا ہے جو ایک معیاری کتاب کے لئے ضروری ہے، مطالعہ کے دوران ایک دو مقامات پر عدمِ تسلسل کا احساس ہوتا ہے، تاہم اس کتاب کی افادیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا ہے۔

''پیش لفظ'' دراصل کسی تصنیف یا تالیف کا نچوڑ ہوتا ہے، مولانا موصوف کا پیشِ لفظ تاریخی حوالوں سے مزیّن ہے جو عصر حاضر کے مسلمانوں کے لئے لمحہ فکریہ اور نوجوانانِ اسلام کے لئے دعوتِ فکر ہے۔

مولف اور ناشر دونوں ملتِ اسلامیہ کی جانب سے مبارک باد کے مستحق ہیں، ہمیں چاہئے کہ حضرت مولانا کی اس پہلی کاوش کی خوب خوب پزیرائی کریں اور یہ اسی وقت ممکن ہے کہ اسے ہم خود بھی خریدیں نیز اہلِ ذوق کی بھی توجہ اس جانب مبذول کرائیں۔

سید عارف علی رضوی

ماہتابِ رسالت جب پہلی بار شائع ہوئی تھی تو کئی اداروں نے اپنے مدرسہ میں اسے شاملِ نصاب کیا تھا، تیسرے ایڈیشن کے شائع ہونے پر بھی کئی اداروں نے شامل نصاب کیا، مرکزی سیرت کمیٹی ضلع گلبرگہ کے زیرِ اہتمام ۲۰۱۳ء میں مقابلہ کوئز میں ۵ر کتابوں میں ''ماہتابِ رسالت کو بھی شامل کیا تھا۔

☆(۲) نغماتِ بخشش (**تضمینی مجموعہ**) صفحات ۹۶

☆ناشر: غوث الوریٰ اکیڈمی، کلیان (مہاراشٹر)

☆سالِ اشاعت: ۱۴۲۲ھ مطابق ۲۰۰۲ء

شعرو سخن میں حضرت والا کی یہ پہلی تصنیف ہے، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری علیہ الرحمہ کی چودہ نعتوں پر یہ تضمینات کا مجموعہ ہے، اس کتاب پر حضرت مولانا محمد قاسم حبیبی صاحب کانپور اور حضرت مفتی اشرف رضا قادری صاحب ممبئی کی تقریظات ہیں، تضمین کے باب میں عمدہ اضافہ ہے۔

....

☆(۳) وسیلۂ بخشش (حمد و مناجات کا مجموعہ) صفحات ـ ۷۸

☆ناشر: غوث الوریٰ اکیڈمی، کلیان (مہاراشٹر)

☆سالِ اشاعت: ۱۴۲۵ھ مطابق ۲۰۰۵ء

وسیلۂ بخشش میں ''اظہارِ پسندیدگی'' کے عنوان سے مفتی حسن منظر قدیری صاحب ''اظہار مسرت'' کے نام سے علامہ مصطفیٰ رضا شبنم کمالی صاحب ''تقریظ جلیل'' کے طور پر مولانا محمد عبدالولی سبحانی صاحب ''حرفِ اوّلین'' میں مولانا الحاج محمد اطہر ضیائی صاحب ''آغازِ سخن'' کے باب میں مولانا غلام اشرف القادری صاحب ''اظہارِ تشکر'' کے نام سے مولانا محمد مسعود رضا قادری صاحب کی تحریر شامل ہیں، کتاب پر تبصرہ لکھتے ہوئے جناب وصیل خان صاحب، گروپ ایڈیٹر اردو ٹائمز ممبئی لکھتے ہیں:

''وسیلۂ بخشش''، مولانا محمد ادریس رضوی کی حمد و نعت و مناجات پر مبنی ایک معیاری اور پُر خلوص علمی دریافت کا درجہ رکھتی ہے آپ چونکہ ایک عالمِ دین بھی ہیں اس لئے شرعی رموز و نکات پر گہری نظر رکھتے ہیں آپ کے کلام میں شاعرانہ اوصاف کے ساتھ ساتھ شرعی حدود و قیود کے پورے جوہر نمایاں طور پر ملتے ہیں، کتاب کے ابتدائی صفحات پر تقریباً ۴۵ر بحروں پر مشتمل ایک فہرست درج کی گئی ہے جس سے ان کی علم عروض پر دسترس کا پتہ چلتا ہے، اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی چودہ نعتوں پر تضمین بھی شامل ہے، اگرچہ تضمین کوئی علیحدہ صنف سخن نہیں ہے لیکن مشکل اس طرح ہے کہ اس میں شاعر کو کسی کی مطابقت اور تتبع کرتے ہوئے کچھ حدود و قیود میں رہ کر کاوش سخن کرنی پڑتی ہے، مولانا محمد ادریس رضوی کی خصوصیات یہی ہیں کہ وہ تقریباً تمام مراحل پر کامیاب گذرے ہیں، نعت گوئی کا تعلق چونکہ قلبی واردات کو ضابطہ تحریر میں لانے کا نام ہے اس لئے اثر انگیزی کا ہونا فطری بات ہے اور جیسے جیسے یہ مرحلہ شوق آگے بڑھتا رہے گا اس میں مزید نکھار و جاذبیت پیدا ہوتی چلی جائے گی، کیوں کہ بات جو دل سے نکلتی ہے اثر رکھتی ہے، امید ہے کہ آپ کی مشق سخن کا یہ سلسلہ آگے بھی جاری رہے گا۔

☆(۴) سبیلِ بخشش (تضمینی مجموعہ)............ صفحات ۱۴۸

☆ناشر: غوث الوریٰ اکیڈمی، کلیان (مہاراشٹر)

☆سالِ اشاعت: ۱۴۲۹ھ مطابق ۲۰۰۸ء

یہ کتاب بھی تضمینی مجموعہ ہے، اس میں امام الکلام سیّدنا امام احمد رضا رضا خاں، عارف حق حضرت علامہ عبدالعلیم آسیؔ سکندر پوری، استاذِ زمن حضرت مولانا حسن رضا حسنؔ بریلوی اور قطبِ زماں مفتی اعظم ہند محمد مصطفیٰ رضا نوریؔ بریلوی کے کلام پر تضمین ہے، ماہر علم وفن مولانا محمد عبدالولی سبحانی کی تقریظ اور ''تضمین کیا ہے؟'' کے عنوان سے شاعر کا مبسوط پیشِ لفظ ہے جو ۱۷ صفحات پر پھیلا ہوا ہے، کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے جناب وصیل خاں صاحب، گروپ ایڈیٹر روزنامہ اردو ٹائمز ممبئی رقم طراز ہیں:

گزشتہ دو دہائیوں سے اردو زبان وادب کی مختلف النوع اصناف سخن پر جن اہل قلم حضرات نے جنون کی حد تک دلچسپی لیتے ہوئے گیسوئے ادب کو سنوارا و نکھارا ہے ان میں مولانا محمد ادریس رضویؔ کا نام اپنی نعتیہ شاعری کے حوالے سے قدرے نمایاں ہوکر سامنے آتا ہے وہ فنِ شاعری اور اس کے التزام سے بخوبی واقف ہیں، عروض محاسن شعری کے لئے آب حیات کا درجہ رکھتا ہے اس کے بغیر کلام میں لطافت ونزاکت ممکن نہیں اور وہ اثر انگیزی اور نغمگی جو ردیف وقوافی کے التزام سے اشعار میں پیدا ہوتی ہے جس کے سبب بسا اوقات فقط ایک ہی شعر کئی کئی صفحات پر محیط فن پارۂ نثر پر بھاری ہو جاتا ہے وہ اسی عروض کی دین ہے، جس پر مولانا کی مضبوط گرفت ہے، حال ہی میں ان کی تازہ تصنیف ''سبیل بخشش'' دیکھنے کے بعد یہ اندازہ ہوا کہ وہ نعت گوئی جیسی دشوار اور کٹھن صنف سخن پر اس طرح عبور رکھتے ہیں کہ کہیں بھی نہ افراط وتفریط کا شکار ہوتے ہیں نہ ہی لغزش قلم کے اسیر، خاص بات یہ ہے کہ زیر نظر مجموعہ پورے کا پورا تضمین نگاری پر مشتمل ہے۔

سبیل بخشش پر ڈاکٹر پروفیسر منظور احمد دکنی گلبرگہ یونیورسٹی گلبرگہ، مولانا محمد قمر عالم مصباحی: بزم انوارِ صوفیہ مدرسہ شہاب العلوم، اکلوج، ضلع شولا پور (مہاراشٹر) کے بھی تبصرے ہیں ان دونوں حضرات کے تبصرے طویل ہیں۔

☆(۵) کنز الایمان اور امام احمد رضا (کوئز)............ صفحات ۳۰۵

☆ناشر: غوث الوریٰ اکیڈمی، کلیان (مہاراشٹر)

☆سالِ اشاعت: ۱۴۳۰ھ مطابق ۲۰۰۹ء

سوالات وجوابات کی شکل میں امام احمد رضا قادری کی سوانحِ حیات، کنز الایمان، فتاویٰ رضویہ، علوم وفنون، کے علاوہ امام احمد رضا سے متعلق انسی ٹیوٹ، سوسائٹی فاؤنڈیشن، انجمنیں، اکیڈمیاں وغیرہ کے متعلق ۱۹۱۷ سوالات وجوابات پر عمدہ کتاب ہے، کتاب میں مولانا رحمت اللہ صدیقی (مدیر پیغامِ رضا، ممبئی) کی دس صفحات کی تقدیم ہے، کتاب پر تبصرہ رقم کرتے ہوئے ڈاکٹر احمد بدر لکھتے ہیں:

''اردو کے مذہبی ادب میں کنز الایمان کی اہمیت وحیثیت پر کچھ لکھنا وقت کو ضائع کرنا ہے بلا شبہ اس کا شمار اردو کے مقبول ترین ترجموں میں ہوتا ہے اور سلاست وروانی نیز فصاحت وبلاغت میں یہ اپنی مثال آپ ہے، زیر تبصرہ کتاب دراصل ''کنز الایمان کوئیز'' ہے جس میں نہ صرف کنز الایمان بلکہ صاحب کنز الایمان کی زندگی، شخصیت، تصنیف وتالیف اور متعلقہ امور کے تمام گوشوں پر باریکی سے نگاہ ڈالی گئی ہے، ان سے متعلق سوالات درج کئے گئے ہیں، اور ان کے جواب دیئے گئے ہیں، سوالات کی تیاری حیرت انگیز اور عرق ریزی سے کی گئی ہے، جس کے بارے میں عام ذہن سوچنے سے قاصر ہے، مثال کے طور پر فاضل بریلوی کے سوانحی خاکے میں ۵۰؍ سوالات، اسفارِ حج سے متعلق ۵۵؍ سوالات، سورتوں، آیت اور رکوعات پر مبنی ۲۳۵؍ سوالات، کنز الایمان کے دوسری زبانوں میں تراجم پر ۴۰؍ سوالات، دیگر تصنیفات کے ترجمے سے متعلق ۳۴؍ سوالات اور مجموعی طور پر ۱۹۱۷؍ سوالات اس کتاب میں شامل ہیں، مؤلف مولانا محمد ادریس رضوی اس سلسلے کو آئندہ اشاعت میں اور بڑھانا چاہتے ہیں۔

ڈاکٹر احمد بدر کے علاوہ کتاب پر مولانا توفیق احسن برکاتی صاحب کا تبصرہ بھی موجود ہے۔

☆(۶) کلامِ راہیؔ اور صنائع وبدائع .... صفحات۔ ۱۵۸

☆ناشر: موڈرن پبلشر دہلی

☆سالِ اشاعت: ۱۴۳۰ھ مطابق ۲۰۰۹ء

اردو ادب میں مولانا موصوف کی یہ تصنیف گراں قدر اضافہ ہے، جس کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے، کتاب کی اہمیت کے پیش نظر کالج و یونیورسٹی میں ابھی بھی اس کی مانگ ہے، کتاب کے صفحہ ۶ تا۹ پر پروفیسر مرزا خلیل احمد بیگ، سابق صدر شعبۂ لسانیات، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کا پیش لفظ، صفحہ ۱۰ تا ۱۲ پر پروفیسر کے محمد عبدالحمید اکبر، صدر شعبۂ اردو و فارسی، گلبرگہ یونیورسٹی گلبرگہ کی تقریظ، صفحہ ۱۳ تا ۱۵ پر پروفیسر ڈاکٹر وحید انجم، صدر شعبۂ اردو، گورمنٹ کالج، الند، ضلع گلبرگہ کی تقریظ، صفحہ ۱۶ تا ۱۹ پر ڈاکٹر سید یحییٰ نشیط کی تقریظ، صفحہ ۲۰ تا ۲۳ پر مولانا محمد کاشف رضا شاد مصباحی کی ''اپنوں اور اپنوں کی باتیں'' ہیں، موصوف کی اس کتاب پر پروفیسر وحید انجم.....ڈاکٹر پروفیسر منظور احمد دکنی..... نغز گو شاعر جناب علقمہ شبلی، کلکتہ.....ڈاکٹر غضنفر اقبال سہروردی . . . ڈاکٹر اسماعیل آزاد فتحپوری...... صحافی جناب ندیم صدیقی.... جناب قمر سنبھلی، مدیر ماہنامہ ''رہنمائے تعلیم جدید'' دہلی......ڈاکٹر ایم۔ صلاح الدین.....ڈاکٹر اکبر علی، الند، ضلع گلبرگہ.....ڈاکٹر الیاس صدیقی اور مولانا توفیق احسن برکاتی وغیرہ نے تبصرے اور مضامین لکھے ہیں، کتاب پر تبصرہ قلم بند کرتے ہوئے علقمہ شبلی لکھتے ہیں:

''زیر نظر کتاب کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ محمد ادریس رضوی ذوقِ سلیم بھی رکھتے ہیں اور شعر فہمی کی صفت سے بھی متصف ہیں، عروضی رموز و نکات پر بھی ان کی گہری نگاہ ہے اور فصاحت و بلاغت کے اصول و قواعد سے بھی کما حقہ واقفیت ہے، انہوں نے غلام مرتضےٰ راہی کے کلام میں نہ صرف استعارہ، کنایہ، تجنیس، تلمیح اور پیکر تراشی جیسی صنعتوں کی نشاندہی کی ہے، بلکہ پہلے ان اصطلاح کی توضیح بھی کی ہے اور قدیم و جدید شعرا کے کلام سے جا بجا مثالیں بھی پیش کی ہیں، اپنی باتوں کی تائید میں فصاحت و بلاغت کی مستند تصانیف اور اساتذۂ علم و فن کی کتابوں کے حوالے بھی دیے ہیں۔

☆(۷) کنزالایمان اپنے مفسرین کی نظر میں (اردو).......... صفحات ۱۶

☆سالِ اشاعت اوّل...............۱۴۳۱ھ مطابق ۲۰۱۰ء

☆ناشر: برکاتی بکڈپو۔گلبرگہ (کرناٹک)

☆اشاعت دوم (انگریزی) ۱۴۳۲ھ مطابق اپریل ۲۰۱۱ء

Kanzul-Iman InViewof Exegetists.................صفحات ۲۴

مترجم: مولانا اشتیاق احمد مصباحی

ناشر: MalekulOlama Library-JamiaAshrafia Mubarakpur Azamgarh,U.p

مذکورہ بالا کتابچہ بہت ہی معلوماتی ہے، کنزالایمان پر متعدد تفسیریں لکھی گئی ہیں، ان میں سے بیشتر تفسیروں کا احاطہ کیا گیا ہے، یہ مقالہ سب سے پہلے ماہنامہ ''معارفِ رضا، کراچی۔ جلد ۲۹، شمارہ ۱۳۔ مارچ ۲۰۰۹ء میں صفحات ۱۸۲ تا ۱۹۰ پر شائع ہوا، دوسری دفعہ سہ ماہی ''رضا بک ریویو، پٹنہ، جلد ۲، شمارہ ۷۔۸، جنوری تا مارچ ۲۰۱۰ء میں صفحات ۶۸۳ تا ۶۹۵ پر شائع ہوا، کتابچہ کے تئیں عوام کے مطالبات کو دیکھتے ہوئے ۲۰۱۰ء میں برکاتی بکڈپو۔ گلبرگہ (کرناٹک) نے اسے کتابی شکل میں شائع کیا، پیشِ لفظ کی جگہ پر (راقم) مولانا محمد کاشف رضا شاد مصباحی، استاد دارالعلوم رضائے مصطفیٰ، گلبرگہ کے تاثرات ''حرفِ من'' کے تحت شامل ہے، ۲۰۱۱ء میں مولانا اشتیاق احمد مصباحی نے اس کا انگریزی ترجمہ کیا۔

☆(۸) گلبرگہ سے حیدرآباد تک................صفحات۔۸۰

☆ناشر: امام احمد رضا فاؤنڈیشن، کلیان (مہاراشٹر)

☆سالِ اشاعت: ربیع الآخر ۱۴۳۳ھ مطابق مارچ ۲۰۱۲ء

کتاب کے نام سے ہی ظاہر ہو رہا ہے کہ اس میں گلبرگہ اور حیدرآباد کے تذکرے ہوں گے، اس میں مفکرِ ملت مفتی حسن منظر قدیری کا تحریر کردہ ''تعارف'' ہے، کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے جناب ڈاکٹر محمد اکبر علی، الند، ضلع گلبرگہ رقم طراز ہیں:

معروف ادیب اور تقدیسی شاعری کے ممتاز ترجمان علامہ ادریس رضوی (کلیان، مہاراشٹر) جو ایک درجن سے زائد کتابوں کے مصنف ہیں اور ان کے کلام کا کئی مجموعہ شائع ہو کر اہل علم و فکر، محققین و ناقدین اور ماہرین علم عروض سے داد و تحسین حاصل کر چکا ہے، موصوف کے سفرنامے، تبصرے، تجزیے، تعارفے پر مشتمل تحریروں کا خوب صورت مجموعہ بنام ''گلبرگہ سے حیدرآباد تک'' احقر کے پیش نظر ہے، جس کی اشاعت حال ہی میں ہوئی ہے، مجموعہ میں شامل تمام تر مواد کا تعلق گلبرگہ اور حیدرآباد سے ہے، غالباً اسی مناسبت

سے مجموعہ کو ''گلبرگہ سے حیدر آباد تک'' سے موسوم کیا گیا ہے، مجموعہ کی اہمیت کا اندازہ اس میں شامل تحریروں کی سرخی سے لگایا جاسکتا ہے۔

ڈاکٹر محمد اکبر علی کے علاوہ صحافی وادیب جناب رفیق جعفر پونے نے بھی کتاب پر تبصرہ تحریر کیا ہے اور مولانا عبدالقیوم احسن القادری صاحب، امبرناتھ ضلع تھانے نے بھی تبصرہ رقم کیا ہے۔

☆(۹) دیوانِ رضوی۔یعنی صدائے بخشش .... صفحات ۲۳۲

☆ناشر: امام احمد رضا فاؤنڈیشن، کلیان (مہاراشٹر)

☆سالِ اشاعت: شعبان المعظم ۱۴۳۳ھ مطابق جولائی ۲۰۱۲ء

۲۳۲ رصفحات کے اس دیوان میں حمد ونعت ومنقبت کے علاوہ رباعیات وقطعات بھی ہے، کتاب کے شروع میں خواجۂ علم وفن علامہ خواجہ مظفر حسین صاحب کا ''کلماتِ دعائیہ'' ہے، اس کے بعد صفحہ ۱۸ر سے لے کر ۲۲ تک نباضِ ادب علامہ سید شاہ یوسف حسینی کامل بیجاپوری کا ''منظوم تبصرہ۔ بر دیوانِ رضوی'' ہے، صفحہ ۲۳ سے ۲۹ تک آبروئے قلم محترم پروفیسر مجید بیدار صاحب، صدر شعبۂ اردو عثمانیہ یونیورسٹی حیدر آباد کی تقریظ ''تحسین شناسی'' کے عنوان سے نہایت ہی عمدہ ہے جو پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے، صفحہ ۳۰ تا ۳۲ پر کوکب قلم ڈاکٹر منظور احمد دکنی صاحب کا ''دیباچہ'' ہے، صفحہ ۳۳ سے لے کر ۳۸ تک کلامِ رضوی پر علماء، دانشوروں، مفکروں، نقادوں اور شعراحضرات کے خیالات ہیں، صفحہ ۳۹ تا ۴۳ پر مصنف نے ''اپنی باتیں'' لکھی ہیں، جس کا پہلا حصہ ہے ''دیوان کا مطلب کیا ہے؟'' اس کے تحت موصوف نے دیوان کے متعلق اہم معلومات دی ہیں، دوسرا حصہ ہے ''میرا کلام میری نظر میں''۔

دیوانِ رضوی (یعنی صدائے بخشش) پر اظہار خیال کرتے ہوئے جناب رفیق جعفر قم طراز ہیں:

علامہ محمد ادریس رضوی جانے مانے ادیب وشاعر، معلم وعالم ہیں، زیر تبصرہ کتاب ان کا دیوان ہے، اور یہ ۲۳۲ رصفحات پر مشتمل ہے، علامہ نثر نگار بھی ہیں، نثر میں ان کی کئی با مقصد موضوعات پر کتابیں شائع ہو چکی ہیں، سنی مسلک سے منسلک ان کے خیالات قار ئین کو متاثر کرتے ہیں، شاعری میں بھی انہوں نے مقصد کو اولیت دی ہے، غزل کے فارم میں یہ دیوان مترنم اور رواں بحروں میں حمد وثنا، نعت اور منقبت کے مضامین کو نظم کیا گیا

ہے، دیوان کو دیوان کے صحیح قاعدے کے تحت یعنی ''الف'' تا ''ے'' ردیف کا لحاظ کر کے مرتب کیا گیا ہے، دین کے نازک موضوع پر اشعار کہنا آسان نہیں ہے، علامہ کی زبان و بیان نے اور شعری فن سے رغبت نے اسے آسان کر دیا ہے، زبان کی سلاست قاری کے آسانی سے مطالعہ میں معاون ثابت ہوئی ہے۔

مذکورہ کتاب پر مولانا محمد قمر عالم مصباحی صاحب، اکلوج، پونے کا ایک طویل مضمون ہے۔

☆(۱۰) تجلیاتِ قلم .... صفحات۔ ۲۰۸

☆ناشر: امام احمد رضا فاؤنڈیشن، کلیان (مہاراشٹر)

☆سالِ اشاعت: ذی القعدہ ۱۴۳۳ھ مطابق ستمبر ۲۰۱۲ء

تجلیاتِ قلم ادیب شہیر کے مقالات ومضامین کا مضموعہ ہے، اس کتاب میں ۲۱ رمقالات شامل ہیں، ۱۳ رمقالے وہ ہیں جو مختلف رسائل میں شائع ہو چکے ہیں دیگر مقالے غیر مطبوعہ ہیں، اس کتاب پر صحافی وادیب جناب رفیق جعفر پونے نے عمدہ تبصرہ رقم کیا ہے، حضرت مولانا ومفتی مظفر علی نوری (استاد الجامعۃ السنیہ للبنات، گلبرگہ) کی ۶ رصفحے کی تقدیم ہے، موصوف تقدیم میں رقم طراز ہیں:

بذریعہ قلم اسلام اور احکام اسلام کی تبلیغ ہر کس وناکس کا کام نہیں بلکہ جس پر اللہ جل شانہ ' کا خصوصی کرم ہوتا ہے اسی کو قلم پکڑنے کا شعور عطا فرماتا ہے، بڑے خوش نصیب ہیں وہ افراد جنہیں خدائے بزرگ وبرتر نے زور قلم عطا فرمایا ہے، حضرت مولانا محمد ادریس رضوی صاحب کا شمار بھی انہیں برگزیدہ افراد میں ہے جو خالصاً لوجہ اللہ اسلامی تعلیمات کو عام کرنے کے لئے اپنا زور قلم صرف کرتے ہیں، ھذا فضل اللہ یوتیہ من یشاء، میرے اعداد وشمار کے مطابق موصوف نے اس کتاب میں ۲۱ رعنوانات جمع کئے ہیں ہر عنوان اپنی جگہ اہمیت کا حامل ہے، ہمارے آقا حضور محمد رسول اللہ ﷺ چونکہ باعث ایجادِ عالم ہیں، وجہ کن فکاں ہیں، اصلِ کائنات ہیں، اس لئے مولانا المحترم نے اپنی کتاب کا پہلا عنوان ''جشنِ ولادت سید الانبیا ﷺ'' قائم کر کے اپنی عقیدت اور عقیدے کا اظہار فرمایا ہے، کتاب ھذا میں مندرجہ تمام مضامین قارئین کو اپنی طرف متوجہ کرتے نظر آتے ہیں کہ پہلے مجھے پڑھو۔

(۱۱) گلستانِ رضا............ صفحات ۱۷۶

☆سال اشاعت :جنوری ۲۰۱۴ءمطابق ربیع الاوّل ۱۴۳۵ھ

☆ناشر :غوث الوریٰ اکیڈمی، کلیان (مہاراشٹر)

ادیب شہیر مولانا محمد ادریس رضوی، ایم۔اے کی یہ کتاب بھی اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، امام احمد رضا خاں قادری علیہ الرحمہ پر تحریر کیے گئے مقالات ومضامین کا مجموعہ ہے، اس کتاب میں ۱۵رمقالے ومضامین شامل ہیں جن میں ۴رمقالے غیر مطبوعہ ہیں، باقی رسائل ومیگزین میں ایک دہائی قبل شائع ہو چکے ہیں، اس کتاب میں حضرت مولانا محمد عبدالولی سبحانی صاحب کی تقدیم اور ادیب شہیر کا پیش لفظ ہے، کتاب کے تعلق سے سبحانی صاحب لکھتے ہیں:

الحمدللہ ہمارے علماء وفضلاء نے یہ اہم کام کر کے دکھایا اور کر رہے ہیں اور تا قیامت کرتے رہیں گے، انہیں میں حضرت علامہ مولانا محمد ادریس رَضوؔی کا نام بھی سرِفہرست ہے کہ علامہ موصوف نے بھی اعلیٰ حضرت کے تعلق سے بہت سی کتابیں لکھیں اور مختلف مضامین ماہنامے ورسائل میں شائع فرما کر ترویج واشاعت میں حصہ لیا، زیر مطالعہ کتاب اسی سلسلے کی ایک اہم کڑی ہے مگر اسکی نوعیت اور انداز دوسری کتابوں سے جداگانہ ہے، اس میں علامہ موصوف نے اپنی معلومات کے مطابق مختلف مضامین جو اعلیٰ حضرت کی ذات وشخصیت اور مسلک سے متعلق ہیں "گلستانِ رضا" سے گلوں کو چن کر گلدستہ کی شکل میں آپ کے اور ہمارے سامنے پیش کر دیا ہے، اب اس سے افادہ اور استفادہ ہماری ذمہ داری ہے، مولیٰ تعالیٰ علامہ موصوف کو دارین کی بے پناہ رحمتوں اور نعمتوں سے نوازے اور اس طرح کا مزید کام کرنے کی توفیق نصیب فرمائے آمین

(۱۲) امام احمد رضا کے مبلغین............ صفحات ۱۴۴

☆سال اشاعت :جنوری ۲۰۱۴ءمطابق ربیع الاوّل ۱۴۳۵ھ

☆ناشر :غوث الوریٰ اکیڈمی، کلیان (مہاراشٹر)

امام احمد رضا کے مبلغین کے تعلق سے نہایت مفید اور معلوماتی کتاب ہے، اس کتاب کے لکھنے میں مولانا موصوف نے کافی محنتیں کی ہیں، کتاب میں ۱۶ر مبلغین کے تذکرے ہیں، جن میں ۹رکے قدرے تفصیل سے اور سات کے بالکل مختصر تذکرے ہیں، اس کتاب میں قارئین کو پڑھنے کو ملے گا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری علیہ الرحمہ نے کتنے لوگوں کو گناہِ ظاہر اور باطنی سے توبہ کرایا اور کتنے غیر مسلموں کو کلمہ پڑھایا، حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلوی نے کتنے لوگوں کو کلمہ پڑھایا اور ان لوگوں کا کیا کیا نام رکھا، صدر الافاضل مولانا مفتی مفسرِ قرآن سید محمد نعیم الدین مرادآبادی کا طریقہ تبلیغ کیا تھا، ملک العلما علامہ ظفرالدین رضوی نے کس کس طرح سے تبلیغ کی اور لوگوں کو توبہ کرا کر سچا مسلمان بنایا، مبلغ اسلام مولانا عبدالعلیم صدیقی نے کتنے ملکوں کا دورہ کیا اور کتنے ہزار لوگوں کو کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا، کہاں کہاں آپ نے مساجد اور دینی ادارے قائم کیے، مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا نوریؔ بریلوی نے کتنے لاکھ کو اسلام میں داخل فرمایا، شیر بیشۂ سنت مولانا حشمت علی خاں قادری نے کتنے لاکھ لوگوں کو اسلام میں داخل کر کے مسلمان بنایا، مولانا ہدایت رسول قادری لکھنوی کے کیا کیا کارنامے ہیں، اسی طرح تمام مبلغین کے تعلق سے معلومات فراہم کی گئی ہیں۔

(۱۳) حرم سے حرم تک (سفرۂ عمرہ ۲۰۱۲ء) صفحات ۱۴۴

☆سال اشاعت :جنوری ۲۰۱۴ءمطابق ربیع الاوّل ۱۴۳۵ھ

☆ناشر :غوث الوریٰ اکیڈمی، کلیان (مہاراشٹر)

مذکورہ سفرنامہ میں پہلی تحریر "آئینہ" کے نام سے (راقم) محمد کاشف رضا شاد مصباحی صدر مدرس دارالعلوم رضائے مصطفیٰ، گلبرگہ کی ہے، دوسری تحریر کتاب کی پسندیدگی کے تعلق سے حضرت مولانا محمد مقیم الدین عنبر صاحب استاد مدرسہ دارالقرآن عربیہ، نوری محلہ، کردھولی، دربھنگہ (بہار) کی ہے اور تیسری تحریر عالی جناب منظور احمد شیخ صاحب (لوکو انسپکٹر، کلیان) کی ہے جو عمرہ میں ادیب شہیر کے ہم سفر تھے، کتاب معنوی طور پر کتنی عمدہ ہے، منظر عام پر آنے کے بعد قارئین ہی بتا سکتے ہیں۔

ان تیرہ کتابوں کے 1881 صفحات ہوتے ہیں اب اگر کوئی شخص ادیب شہیر حضرت مولانا محمد ادریس رَضوی صاحب پر ایم۔فل یا پی ایچ۔ڈی کرنا چاہے تو آسانی سے کر سکتا ہے، موصوف کی ان کتا

بوں پر جن لوگوں نے تبصرے اور مضامین لکھے ہیں موصوف نے ان کو......................

(۱۴) کتبِ رضوی: مبصروں کی نظر میں...... صفحات ۷۰...... غیر مطبوعہ

مذکورہ نام سے مرتب کر رکھا ہے اور ادیب شہیر نے جن ادباء و شعرا، ڈاکٹر و پروفیسر، علما اور قلم کاروں کی کتابوں پر تبصرے، مضامین اور تقاریظ لکھے ہیں، تبصراتِ رَضوی کے نام سے مرتب کر دیا ہے۔

(۱۵) تبصراتِ رَضوی.......... صفحات ۱۴۰.............. غیر مطبوعہ

ان میں چند تبصرات کمپیوزنگ کرنے کو باقی ہیں، کمپیوزنگ ہو جانے کے بعد مزید اضافہ ہوگا۔

(۱۶) عالمی برادری کا وحشت ناک معاشرہ۔ غیر مطبوعہ...........۱۴۴

حالاتِ حاضرہ میں پوری دنیا کا معاشرہ زوال پذیر ہوتا جا رہا ہے، دنیا کے معاصرے میں کہیں عفت و عصمت کے محل کو خود سے گرایا جا رہا ہے تو کہیں زور وز بردستی مسمار کیا جا رہا ہے، نشہ خوری کی عادت عام ہوتی جا رہی ہے، بیٹیوں کو ماں کے شکم میں قتل کرنے کی وبا نے لڑکیوں کی تعداد میں تشویس ناک کی حد تک کمی آ گئی ہے، اس کتاب میں ان ہی باتوں کے پیشِ نظر روس.... امریکہ..... برطانیہ .....اسرائیل......فرانس..... ہالینڈ..... بنکاک..... چین......اسکاٹ لینڈ......مراکش..... ناروے...... پاکستان و ہندوستان کے معاشرے پر خامہ فرسائی کی گئی ہیں۔

(۱۷) کتابوں کے صوری و معنوی اثرات.....غیر مطبوعہ..... صفحات ۱۱۲

ادب کے موضوع پر یہ کتاب تین ابواب میں منقسم ہے، پہلا باب داستانِ طرب والم کے عنوان پر مشتمل ہے جو کتاب کی معنوی خوبیوں کو اجاگر کرتا ہے، دوسرا باب طنز کی ودایاں ہیں اور تیسرا باب طنز و مزاح کی پھول جھڑیاں ہیں، اس کتاب کو شائع کرانے کی غرض سے مصنف نے مالی اعانت کے لئے ''اردو اکیڈمی'' ممبئی میں کتاب کو جمع کیے ہوئے ہیں، اگر اعانت مل گئی تو کتاب کو شائع کرانے میں آسانی ہوگی۔

(۱۸) حضورﷺ کی ماں........... غیر مطبوعہ.......... صفحات ۹۶

اس عنوان پر لکھنے کی وجہ یہ ہوئی کہ جناب نذیر فتح پوری (مدیر اسباق، پونہ) نے مصنف سے فون پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ''اسباق'' کا ماں نمبر بالکل تیار ہے لیکن اس نمبر میں حضورﷺ کی ماں پر مضمون نہ ہو تو نمبر بے جان سا لگے گا، کئی قلم کاروں اور علماء سے رابطہ کیا لیکن کوئی بھی اس عنوان پر قلم اٹھانے کے لئے راضی نہیں ہیں، مصنف نے کہا کہ میں لکھ دوں گا، مصنف نے مضمون لکھ کر موصوف کو بھیج دیا اور موصوف ''اسباق'' کے ماں نمبر جون ۲۰۱۰ء میں صفحہ ۳۰۴ تا ۳۰۸ پر شائع کیا، مصنف نے اس سلسلہ کو آگے بڑھاتے ہوئے کتاب کو ۴۸ رصفحات تک پہنچایا اور کمپوزنگ کے بعد اس کا پرنٹ نکال لیا۔ آپ کے پاس بیٹھنے والے احباب نے کہا کہ اس کو مزید آگے بڑھایا جائے، لہذا سلسلہ آگے بڑھا اور ۹۶ رصفحات تک پہنچا اس کے بعد مصنف کا کمپیوٹر خراب ہو گیا اور سارا مواد ہارڈ ڈیکس میں پھنس کر رہ گیا جو کوشش کے باوجود نہیں نکل سکا اور ۴۸ رصفحات کا کمپوز شدہ مواد بھی نہیں مل رہا تھا، اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ وہ ۴۸ رصفحات کا مضمون کتابوں کے ذخیرہ سے دستیاب ہو گیا ہے، مصنف موصوف اس کو مکمل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

(۱۹) شانِ عَروض............ غیر مطبوعہ........... صفحات ۱۱۲

کتاب کا ۸۵ صفحہ مکمل ہے، اس کا ایک چوتھائی حصہ ''شاعری اور فنِ عروض'' کے نام.... ہفت روزہ طلوع سحر، گلبرگہ ۲۹ جون تا ۵ جولائی ۲۰۱۳ء کے شمارہ سے مسلسل چھ قسطوں میں ''ماہنامہ بطحا'' حیدر آباد کے شمارہ اگست ۲۰۱۳ء اور ستمبر ۲۰۱۳ء۔ دو قسطوں میں شائع ہو چکا ہے، عنقریب اس کو مکمل کر کے منظر عام پر لایا جائے۔

(۲۰) آئینۂ کربلا (کوئز)......... غیر مطبوعہ........... صفحات ۱۴۴

کربلا کے متعلق متعدد کتابوں کے حوالے سے ایسی معلومات اکٹھا کی گئی ہے جو قارئین مختلف کتابوں کو پڑھنے کے بعد حاصل کرتے ہیں، تاریخ کے حوالے سے بہت ساری ایسی باتوں کا انکشاف کیا گیا ہے جہاں تک عام قاری کی رسائی نہیں ہوتی ہے۔

(۲۱) تشبیہات واستعارات میں فرق...... غیر مطبوعہ.... صفحات ۱۱۲

تشبیہات واستعارات کے لئے اس کے غواص اکثر نظم کے میدان کا ہی انتخاب کرتے ہیں اس

کے برعکس آپ نے نظم ونثر دونوں کو برتا ہے، جس سے کتاب کی معنوی خوبیاں بڑھ گئی ہیں، اس کام میں آپ نے مذہبی ادب کو بھی استعمال کیا ہے، ادب کے شائقین کے لئے یہ کتاب نہایت ہی سودمند ہے، اس کے علاوہ اسکول وکالج کے طلبہ کے لئے بھی فائدہ مند ثابت ہوگی۔

(۲۲) آئینۂ مفتی انیس عالم قادری......غیر مطبوعہ...... صفحات متعین نہیں ہیں۔

مفتی مہاراشٹر حضرت علامہ مفتی اشرف رضا قادری مدظلہ النورانی کی تحریک پر آپ اپنے استاد مفتی ابوسہیل انیس عالم قادری مفتیٔ اعظم نیپال کی سوانح اور کارناموں پر یہ کتاب ترتیب دے رہے ہیں، یہ کتاب اگر جلدی شائع ہو جائے گی تو مفتی نیپال کی ذات پر یہ اوّل نقش ہوگا، خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔

(۲۳) امام احمد رضا کے نام سے منسوبات......زیر ترتیب

اس کتاب کو آپ بہت تیزی کے ساتھ مرتب کر رہے تھے اور ہندوستان بھر میں جن لوگوں سے آپ کے روابط ہیں ان سے رابطے قائم کرکے معلومات اکٹھا کر رہے تھے، چند معروف لوگوں نے آپ کو مشورہ دیا کہ ۱۳۴۰ھ میں اعلیٰ حضرت کا صد سالہ یومِ وصال منایا جائے گا، اس وقت کے لئے دو طرح سے کام کیا جارہا ہے ایک اجتماعی اور دوسرے انفرادی طور پر، لہٰذا آپ انفرادی طور پر اپنے اس کام کو اُسی وقت منظر عام پر لائیں، لہٰذا فی الوقت آپ نے اس کام کو روک دیا ہے، انشاء اللہ تعالیٰ ۱۳۴۰ھ میں اعلیٰ حضرت کے صد سالہ یومِ وصال کے موقع پر یہ کتاب منظر عام پر آئے گی۔

(۲۴) مطالعۂ معاشرات......زیر تصنیف

مصنف کی سماعی اور مشاہداتی باتوں پر مشتمل یہ کتاب جب قارئین کے سامنے آئے گی تو وہ دیکھیں گے کہ ہمارے معاشرے میں کیسے کیسے ٹوٹے ہوئے رنگین، سنگین، ناکارے اور بے کار آئینے ہیں۔

(۲۵) اسلام کا معاشرتی نظام

اسلام کا معاشرتی نظام کیا ہے؟ کیا ہم اس نظام کے پابند ہیں؟ ہیں تو کتنا اور نہیں ہیں تو کیوں نہیں

ہیں، دوسری تہذیب کے ہم غلام کیوں بن گئے، دوسروں کی تہذیب ہمیں کیوں پسند ہے، اپنی تہذیب سے ہم کیوں کٹے ہوئے ہیں، اس کتاب میں انہیں باتوں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

(۲۶) عملِ صالح کی جزا

قرآن واحادیث کی روشنی میں عملِ صالح کے فوائد بتائے گئے ہیں یہ کتاب قارئین کو عملِ صالح کی جانب راغب کرنے میں معاون ثابت ہوگی۔

(۲۷) اصنافِ سخن کے اقسام.........زیر تصنیف

(۲۸) کلام رضوی اور علم بدیع اور صنائع کے اقسام فنِ عروض کی روشنی میں

(۲۹) مشاہیر علماء اور ادبا کے خطوط: محمد ادریس رضوی کے نام زیرِ ترتیب

(۳۰) خودنوشت (سوانح).........زیر تصنیف

(۳۱) دو دن خواجہ غریب نواز کے قدموں میں.........غیر مطبوعہ

(۳۲) ۲۹ر گھنٹے کا سفر.........غیر مطبوعہ

(۳۳) کلیان سے سورت تک.........غیر مطبوعہ

(۳۴) ایک تحقیقی اور اہم سفر، کلیان سے نانپارہ تک......غیر مطبوعہ

آخری چار کتابیں آپ کے سفرنامے ہیں جن کو یکجا کرکے ''اسفارِ رضوی'' کے نام سے شائع کیا جائے گا۔

ادیبِ شہیر کی قلمی خدمات

ادیبِ شہیر، مبلغِ بے نظیر حضرت مولانا محمد ادریس رضوی، ایم۔اے کی مذہبی، علمی وادبی خدمات کا ایک بڑا ذخیرہ آپ کی نگاہوں کے سامنے کیا گیا ہے، جسے دیکھ کر آنکھیں خیرہ ہو جاتی ہیں، صرف تحریری دنیا سے وابستہ حضرات اگر ایسا ذخیرہ لے کر میدان میں آتے ہیں تو حیرت کی بات نہیں ہے، لیکن ایک

شخص امامت وخطابت وتدریس کے منصب پر فائز ہونے کے علاوہ اور کئی کاموں کو اپنے ذمہ لیے ہو، پھر ان کی اتنی قلمی کاوشوں پر غور کیجئے تو حیرت ہوتی ہے، آپ کی ان قلمی کاوشوں کے علاوہ ۶۰ رعدد کے قریب مقالات ومضامین تقریباً ۳۰ رجرائد ورسائل میں شائع ہو چکے ہیں، ۲۴ رعدد کتابوں پر تبصرے اور ۴ رعدد کتابوں پر تقاریظ قلمبند فرمایا ہے، قومی وملی مسائل سے متعلق اخبارات میں شائع ہونے والے ایک صد کے قریب مراسلات بھی ہیں جن میں ۹۰ رمراسلات صرف روزنامہ انقلاب ممبئی میں شائع ہوئے ہیں، کلیان میں آپ کے ۲۵ رسالہ علمی ومذہبی وملی خدمات کے اعتراف میں منعقدہ سلور جبلی کے موقع سے ڈاکٹر پروفیسر عبدالحمید اکبر صاحب، صدر شعبۂ اردو وفارسی گل برگہ یونیورسٹی گل برگہ نے فرمایا کہ مولانا کو وقت کب مل جاتا ہے اور یہ لکھ کب لیتے ہیں؟ جواب میں ادیبِ شہیر کہتے ہیں کہ یہ سب میرے پیرومرشد مولائے من سرکار مفتی اعظم ہند مصطفیٰ رضا نوری اور دادا پیر سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری کا فیضان ہے اور کچھ بھی نہیں ہے، اسی سال رمضان شریف کے بعد حضرت مولانا جاوید احمد مصباحی صاحب (استاد دارالعلوم رضائے مصطفیٰ گلبرگہ) جب مبارکپور میں طلبہ کا داخلہ کرا کر واپسی میں سنی جامع مسجد پتری پل میں تشریف لائے اور ابا حضور کے کمرہ میں کتابوں کو دیکھا تو فرمانے لگے کتابیں بہت کم ہیں اور ہر موضوع پر لکھ لیتے ہیں، کیسے لکھتے ہیں؟ آپ کے لکھنے کا طریقہ بھی عجیب ہے جب سے آپ نے کمپیوٹر رکھ لیا ہے، ہاتھ میں قلم پکڑنا بند کر دیا ہے، بلکہ کمپیوٹر پر ہی لکھتے ہیں، کاغذ پر لکھنے اور پھر فیئر کرنے کا جھمیلا نہیں اٹھاتے ہیں، آپ کے اس طریقہ پر کلیان کے مشہور شاعر جناب افسر دکنی صاحب کو بڑی حیرت ہوتی ہے اور کہتے ہیں کہ جناب میں نے بڑے بڑے علم دانوں کو دیکھا ہے کہ وہ پہلے کاغذ پر لکھتے، سوچتے، فیئر کرتے ہیں لیکن حضرت کا تو معاملہ ہی الگ ہے۔

مجھے بھی نہیں معلوم تھا کہ میرے ابا حضور کی اتنی تصانیف ہیں، میں تو دور رہتا ہوں، عالی جناب حضرت مولانا محمد مسعود رضا قادری صاحب ہم سے زیادہ آپ کے قریب رہے ہیں، ان کو بھی نہیں معلوم تھا کہ آپ کی اتنی تصانیف ہیں، اس راز سے عم محترم جناب سید یاسین علی شائد واقف تھے، کیو ں کہ وہ ابا حضور کے قریب زیادہ رہتے ہیں اور آپ دونوں ایک دوسرے سے مشورہ بھی لیتے رہتے ہیں، آپ نے جب ادیبِ شہیر کے ۲۵ سالہ جشن اعتراف خدمات (سلور جبلی) کا پروگرام بنایا تو سب سے پہلے آپ نے مجھ ناچیز کو ہی فون پر بتایا، مشورہ مانگا، پروگرام ترتیب دینے کے لئے کہا اور یہ بھی

تاکید کی ہے یہ بات حضرت کو نہیں بتانی ہے۔

ہمارا معاشرہ مادی طور پر عروج اور مذہبی طور پر زوال پذیر ہوتا جا رہا ہے، ایسے معاشرہ میں علماء، ائمہ ومؤذنین کی ناقدری کی شکایت عام ہے، یہی وجہ ہے مساجد ومدارس میں علما آتے جاتے رہتے ہیں چین وسکون، صبر وقناعت، اطمینانِ قلب، یقین اور بھروسہ کی دونوں جانب کمی ہے، علما کہتے ہیں کہ ہم اب کتنا صبر کریں تو مساجد ومدارس کے منتظمین کہتے ہیں کہ اب ہم کتنی تنخواہ دیں، مزاج کی ایک کڑی حالات اور دور کی روشنی میں اپنی ضروریات کو پورا کرنے کا تقاضا کرتی ہے تو دوسری کڑی اپنی من مانی کر کے پہلی کڑی سے جڑتی نہیں تو انتشار وافتراق کو درمیان میں آنے کا موقع ملتا ہے تو بات بگڑ کر بتنگڑ بن جاتی ہے، لیکن اس گدڑی پوش معاشرے میں لعل بھی ہیں جو علماء، ائمہ، مؤذنین اور خدام دین کے قدرداں بھی ہیں، ان قدردانوں میں سنی جامع مسجد پتری پل کلیان کے ٹرسٹیان اور خاص کر اس ٹرسٹ کے عالی ہمت عالی جناب سید یاسین علی قادری صاحب علما نواز آدمی ہیں ان کی محنت وکاوش سے سنّی جامع مسجد پتری پُل کلیان (مہاراشٹر) کے خطیب وامام حضرت مولانا حافظ وقاری محمد ادریس رضوی، ایم۔اے کو مسجد ہذا میں امامت وخطابت کے ۲۵ رسال مکمل ہونے پر کا سلور جبلی "جشن اعترافِ خدمات' کا پروگرام منعقد کیا، اس پرگرام کو منعقد کرنے میں مسجد ہذا کے نائب سکریٹری جناب سید یاسین قادری نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

جشن اعترافِ خدمات (سلور جبلی)

۷ رجولائی ۲۰۱۳ء مطابق ۲۷ رشعبان المعظم ۱۴۳۴ھ بروز بدھ کلیان کی سرزمین پر تاریخ کا ایک نیا باب کھلا، اس سلسلہ میں سنی جامع مسجد پتری پل اور ادیبِ شہیر، خطیب بے نظیر مولانا محمد ادریس رضوی ایم، اے اور ٹرسٹ کے اراکین جناب سید یاسین علی (نائب سکریٹری) جناب انوار عالم (سکر یٹری) جناب اقبال نائیک (نائب صدر) جناب الحاج اختر حسین (خزانچی) جناب سید منیر احمد وغیرہ ہمیشہ یاد رکھے جائیں گے، جناب سید یاسین علی نے اپنے اخراجات سے اس پروگرام کا انعقاد کیا اور آپ کا ہاتھ بٹانے میں جناب اقبال نائیک اور سید منیر احمد وغیرہ شریک تھے، نوجوانوں میں ارقم حسین، حافظ پٹھان، واحد جمعدار کی جانب سے سامعین کے کھانے کا اہتمام کیا گیا تھا، جمیل شیخ، رضوان میمن، ثاقب حسین، اکبر حسین، شیرو خان، جاوید، عمران اور راجو نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، ان

کے علاوہ آصف قریشی، عمران قریشی، فروز قریشی، توحید قریشی ، ہاشم قریشی، ساجد قریشی، دانش قریشی، عرفان قریشی، ارباز قریشی، منتظم قریشی اورآصف راجو قریشی نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے پروگرام کو کامیاب بنانے میں آگے آگے تھے۔

بعد نمازِ عشا پروگرام کا آغاز ہوا ، حافظ وقاری مولانا عبدالقادر اور ادیب شہیر مولانا محمد ادریس رضوی کے صاحبزادے حافظ وقاری محمد قمر رضا نے نظامت کے فرائض انجام دیئے، حافظ وقاری وجہ القمر صاحب کی تلاوتِ قرآن سے پروگرام کا آغاز ہوا، مسجد کے نائب امام مولانا محمد جمال الدین صاحب نے مولانا محمد ادریس رضوی صاحب کا تضمینی کلام جو حضرت عبدالعلیم آسی علیہ الرحمہ کے اشعار پر ہے، اپنے مترنم آواز میں پڑھ کر داد وصول کیا۔

نعت پاک

مضطرب دل ہے قدموں میں بہلنے کے لئے
جسم میں جان ہے الفت میں نکلنے کے لئے
روح میں چشمۂ الفت ہے ابلنے کے لئے
''یا نبی دل ہے تیرے عشق میں جلنے کے لئے
جاں بے تاب ہے فرقت میں نکلنے کے لئے''

درد ہے دل میں مرے نعت سنانے کے لئے
ہجر سہنے کے لئے رنج اٹھانے کے لئے
شب میں رُونے کے لئے گیت بھی گانے کے لئے
''عزم ہے جو درِ محبوب پہ جانے کے لئے
کیسے ارمان مچلتے ہیں نکلنے کے لئے''

عشق میں ایک پہر بھی ہے جو رُویا دل میں
چھوڑ کر لعل وگہر دل سے جو کھویا دل میں

خار الفت کا جو دل سے ہے چبھویا دل میں
''جس نے کچھ تخمِ محبت کا ہے بویا دل سے میں
ہے سدا باغ میں وہ پھولنے پھلنے کے لئے''

دن گذرتے ہیں مرے آہ فغاں میں آسیؔ
عید بھی ہے غم ہے رضوؔی کے مکاں میں آسیؔ
دل کبھی دم میں کبھی غم کے نشاں میں آسی
''ہے فنا بعدِ بقا سب کو جہاں میں آسیؔ
جب چڑھے دھوپ تو سمجھو کہ ہے ڈھلنے کے لئے''

اس کے بعد راقم محمد کاشف رضا شاد مصباحی صدر مدرس دار العلوم رضائے مصطفیٰ، گلبرگہ شریف کی افتتاحی تقریر ہوئی، اس کے بعد راقم محمد مسعود رضا قادری (مہتمم دارالعلوم رضویہ، کلیان) نے مختصر زبانی تاثر پیش کیا، جسکے مختصر حصے کا خلاصہ یہ ہے:

راقم محمد مسعود رضا قادری کے تاثرات

''حضرات: میں اپنی طرف سے اراکین سنی جامع مسجد پتری پل اور ہمدردِ قوم وملت، محسنِ قوم ملت عالی جناب سید یاسین علی قادری کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے حضور ادیب شہیر، مبلغ بے نظر، حضرت علامہ الحاج محمد ادریس رضوی صاحب کے اعتراف خدمات میں ۲۵ سالہ امامت وخطابت ، دعوت وارشاد کے عوض میں یہ مبارک محفل منعقد کی ہے، ہم اور آپ بہت خوش نصیب ہیں کہ ہم لوگوں نے ادیب شہیر کی صبح بھی دیکھی ہے اور شام بھی دیکھی ہے، جس مسجد میں آپ امامت فرما رہے ہیں یہ مسجد پہلے کیا تھی اور اس وقت کیا ہے، میں ۱۹ رسال سے کلیان میں رہ رہا ہوں اور پندرہ سال سے ادیب شہیر کو جانتا اور پہچانتا ہوں، مجھے ان کے قریب آنے کا اس طرح سے موقع ملا کہ حضرت ہمارے سرپرست ہیں، آپ صرف مسجد کے امام ہی نہیں ہیں بلکہ اس مسجد کے علاوہ اور کئی مساجد ومدارس کی سرپرستی فرماتے ہیں، خصوصاً شہر کلیان کے بہتر اور عمدہ ادارہ الجامعۃ الرضویہ۔ مدرسہ اسلامیہ یتیم خانہ۔ دار العلوم البنات القادریہ۔ غوث الوریٰ اکیڈمی کی سرپرستی آپ فرما رہے ہیں، جس کی ایک جھلک اس طرح سے ہے۔

☆حضرت قاری محمد ظفرالدین علیہ الرحمہ متوفی ۲۵ راپریل ۱۹۹۷ء کے بعد حضور ادیب شہیر مبلغ بے نظر حضرت علامہ الحاج محمد ادریس رضوی صاحب ''غوث الوریٰ اکیڈمی'' کلیان کے سرپرست بنائے گئے اور آپ اب تک سرپرست ہیں۔

☆۲۰۰۴ء سے ابھی تک ''مدرسہ اسلامیہ یتیم خانہ'' والدھونی کلیان کی سرپرستی فرمارہے ہیں۔

☆الجامعۃ الرضویہ، بیل بازار کلیان کی تاسیس کے دن سے ہی سرپرستی کررہے ہیں۔

☆دارالعلوم البنات القادریہ، کلیان کی سرپرستی آپ فرمارہے ہیں۔

☆یکم رمضان ۱۴۳۳ھ/۲۰۱۲ء سے مدرسہ حضرت فاطمۃ الزہرا للبنات اہل سنت وجماعت ''بودھن' ضلع نظام آباد یہ ادارہ آپ کی سرپرستی میں چل رہاہے۔

☆۲۰۱۲ء سے الجامعۃ القادریہ برکاتِ رضا، امبرناتھ، ضلع تھانہ کی بھی سرپرستی فرمارہے ہیں۔

☆فروری ۲۰۱۰ء مطابق ماہ ربیع النور ۱۴۳۱ھ سے سہ ماہی ''المختار'' کی ادارت سنبھالے ہوئے ہیں۔

☆۱۹۹۹ء میں آپ کی ادارت میں سہ ماہی ''لطافت'' کلیان سے جاری ہوا، جس کا ایک شمارہ ہی جنوری تا مارچ ۱۹۹۹ء منظر عام پر آیا اور رسالہ بند ہوگیا، رسالہ کے بانی مولانا محمد مسعود رضا قادری تھے۔

☆''پیغامِ رضا'' ممبئی کے بھی دوسال تک مدیر مسئول رہ چکے ہیں۔

☆کلیان اور اطرافِ کلیان کے متعدد جلسے اور کانفرنسیں آپ کی سرپرستی اور صدارت میں ہوئیں اور ہورہی ہیں، جلوس عید میلاد النبی ﷺ کی بھی سرپرستی وصدارت فرماتے رہے ہیں۔

آپ کی زندگی اس طرح سے ہے کہ آپ بچپن میں مدرسہ میں داخل ہوئے تو گویا رسول اللہ ﷺ کے گھر میں داخل ہوگئے، مدرسہ رسول اللہ ﷺ کا گھر ہے تو مسجد اللہ کا گھر ہے، آپ مدرسہ سے نکلے تو خانہ خدا میں داخل ہوئے اور مسجد میں بیٹھ کر آپ نے درجنوں کتابیں قوم کو دیں، آپ کی دو درجن کتابیں ابھی غیر مطبوعہ ہیں، انشاء اللہ عنقریب وہ کتابیں منظرِ عام پر لائی جائیں گی۔

اظہارِ عقیدت: افسر دکنی

مشہور ومعروف شاعر جناب افسر دکنی صاحب کے مختصر تحریری تاثرات سے لوگ کافی محظوظ ہوئے، ان کے تاثرات ذیل میں نقل کیے جاتے ہیں:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میرا نام افسر دکنی ہے، میں ادریسی (سلائی گر) ہوں، آج سے ۲۴ رسال قبل جب میں میمن مسجد کے امام مولانا قاری ظفیر الدین صاحب علیہ الرحمہ سے ملاقات کے لئے میمن مسجد کے اوپری حصہ میں ان کے حجرہ میں روزانہ جایا کرتا تھا، جانے کا مقصد تھا حضرت قاری ظفیر الدین علیہ الرحمہ کی شیروانی کا ناپ لینے کے لئے میں حاضری دیا کرتا تھا، ۶ رماہ کے بعد آخر کار میرے اصرار پر حضرت مولانا قاری محمد ظفیر الدین صاحب راضی ہوئے، ان کا ناپ لے کر شیروانی سی کر تحفہ کے طور پر ان کو پہنادی، اس دوران حضرت ہی کے پاس مولانا محمد ادریس رضوی صاحب سے ملاقات ہوئی اور حضرت نے تعارف کے دوران بتایا کہ یہ مولانا محمد ادریس رضوی صاحب پتری پل مسجد کے امام ہیں، مولانا اچھے شاعر بھی ہیں یہ آپ سے اچھی شاعری کرتے ہیں میں نے ہاتھ بڑھا کر مولانا سے مصافحہ کیا، ۶ رماہ تک روزانہ صبح ۱۰ ربجے سے ۱۱ ربجے کے درمیان علیک سلیک ہوا کرتی تھی مگر ایک دوسرے کو سمجھ نہیں پائے تھے، جب قریب سے جانا تو علامہ صاحب کی خصوصیات سے واقف ہوا جو میرے بیان سے باہر ہے۔

چاند کو کیا چراغ دیکھے گا — اپنی آنکھیں خراب کرلے گا

میں ان کی خصوصیات وصفات کیا کیا بیان کروں، علامہ کی ۵ر....۶ رکتابیں میری نظر سے گزر چکی ہیں، سنا ہے کہ علامہ ابھی تک ۳۲ رکتابیں تصنیف کرچکے ہیں، ان میں دس کتابیں منظرعام پر آچکی ہیں، تعلیم کے اعتبار سے حافظ، مولانا اور ایم۔اے ہیں، علامہ کی کئی غزل اور نعت کی سی ڈی بھی ریکارڈ ہوچکی ہیں، آج جو کہ اس مسجد کے ٹرسٹیان علامہ صاحب کا ۲۵ رسالانہ جشن منارہے ہیں، میں اپنی طرف سے تمام ٹرسٹیان کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور علامہ مولانا محمد ادریس رضوی صاحب کو مبارک باد پیش کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ مولانا قاری ظفیر الدین قادری الرضوی کی طرح تمام عمر اس مسجد کی امامت کے عہدہ پر فائز رہیں (آمین)

محترم جناب افسر دکنی صاحب نے اپنا یہ تاثر تحریری شکل میں پیش کیا، موصوف کے تاثر کے بعد جناب اصغر علی صاحب (ایم۔اے، علی گڑھ یونیورسٹی) جو ادیب شہیر کے دیوان کے دیوانہ ہیں اور آپ کی لکھی ہوئیں نعتوں کو بہت ہی نرالے انداز میں ترنم سے پڑھتے ہیں، آج کی محفل میں بھی ادیب شہیر حضرت مولانا رضوی کی لکھی ہوئی ذیل کی نعت پڑھ کر حاضرین سے داد وصول کی۔

نعت پاک

گنہ کو اپنے مٹا رہا ہوں نظر میں روضہ بسا بسا کر
ادب سے سر کو جھکا رہا ہوں جبیں میں سجدے سجا سجا کر
حبیبِ اکبر، نبی اکرم، طبیبِ افضل، امامِ مرسل
سدا سے پہلے، گدا کو دیتے ہیں لعل وگوہر اٹھا اٹھا کر
بھری ہے محفل، کھڑا ہے بندہ، جھکی ہیں نظریں گرے ہیں آنسو
سنا رہا ہوں نبیﷺ کو اپنے سوال اپنا ہٹا ہٹا کر
خدا کے دلبر، غریب پرور، ہمارے سرور، جہاں کے رہبر
دکھا رہے ہیں خدا کا رستہ، سبھی کو اپنا بنا بنا کر
خدا کے بندے، نبی کی امت، پکڑ لو دامن نبی کا اپنے
دلار ہے ہیں، ارم کی منزل، خدا کو اپنے منا منا کر
نہ آپ آتے نہ بزم سجتی، نہ زار کھلتا، نہ راہ ملتی
نہ عشق ہوتا، نہ اشک بہتے، نہ نعت پڑھتا سنا سنا کر
نہ حمد ہوتی، نہ ذکر ہوتا، نہ جام پیتا، نہ مست ہوتا
نہ پھول کھلتے نہ گیت گاتا، زباں کو اپنی ہلا ہلا کر
نہ جرم کرتے نہ درد ہوتا، نہ آہ کرتے نہ سینہ پھٹتا
نہ ربِّ لاتقنطو کا اعلان کرتا ڈنکا بجا بجا کر
رقیب دیکھیں مہیب نقطے، حبیب ڈالیں گنہ پہ پردے
لحد میں آئیں، لقا دکھائیں، نقاب چہرہ اٹھا اٹھا کر
بشر نہ سمجھو، کرم تو دیکھو، ادا پہ ان کی نثار جاؤ
خدا سے مانگیں تری شفاعت جبیں کو اپنی جھکا جھکا کر
مٹادے ہستی، کھلادے گلشن، سجالے تربت، بنالے عقبیٰ
زباں سے اپنی ثنا کے نغمہ، جگر کو اپنے جلا جلا کر

کرے گا مدحت نبی کی اپنے، رہے گا رضوی گلاب ہو کر
پیے گا کوثر، بروزِ محشر دہن سے اپنے لگا لگا کر

==============================

انٹرویو: مولانا عبدالقیوم مصباحی

سلور جبلی کے اس پروگرام کے موقع پر مولانا عبدالقیوم احسن القادری مصباحی نے مولانا محمد ادریس رضوی خطیب وامام سنّی جامع مسجد پتری پل، کلیان سے، نائب سکریٹری جناب سید یاسین علی قادری وسکریٹری انوار عالم قادری اور نائب امام مولانا محمد جمال الدین قادری صاحب سے لیا گیا انٹرویو پڑھ کر سامعین کو سنایا جس سے سامعین کی معلومات میں اضافہ ہوا، قارئین کی خدمت میں پہلے مولانا محمد ادریس رضوی سے لیا گیا انٹرویو پیش کیا جارہا ہے۔

مولانا محمد عبدالقیوم احسن القادری سمن پوری کے سوالات
اور مولانا محمد ادریس رضوی کے جوابات

سوال۔ ۷رجولائی ۲۰۱۳ مطابق ۲۷رشعبان المعظم ۱۴۳۴ء کو آپ کے حق میں سنّی جامع مسجد، پتری پل، کلیان کے ٹرسٹ کے اراکین ''جشن اعتراف خدمات'' منانے جارہے ہیں، ایسے موقع سے آپ کیسا محسوس کررہے ہیں؟

جواب۔ خوشی محسوس کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا شکرادا کرتا ہوں۔

سوال۔ جناب سید یاسین علی قادری صاحب نے ایک بینر چھپوایا ہے، اس پر تحریر ہے کہ ''جشن اعتراف خدمات'' یہاں سنّی جامع مسجد، پتری پل، کلیان میں آپ کی کیا کیا خدمات ہیں قدرے تفصیل سے بتائیے؟

جواب۔ ناچیز جب یہاں آیا تو اس وقت مسجد میں امام کے رہنے سہنے کا کوئی انتظام نہیں تھا، یہاں تک استنجا کا ایک لوٹا بھی نہیں تھا، دوسری بات یہ تھی کہ مسلکی اختلافات کی بناپر چند ہی سنی حضرات نماز پڑھنے کے لئے آتے تھے، دوسرے عقیدہ والے پانچوں وقت بھرے رہتے تھے، ایسے عالم میں مَیں نے یہ حکمت علمی اپنائی کہ جمعہ کی تقریر میں صرف اصلاحی تقریر کرتا تھا، پنجوقتہ نمازوں کو تو چھوڑ دیجئے، جمعہ کی تکبیر شروع ہونے سے قبل ہی ۸۰رفیصد لوگ کھڑے ہوجاتے تھے جوسنت اور مسلک اہلسنت

کے خلاف ہے، ایسے لوگوں سے کچھ کہنے کے لئے زبان کھولنے پر تناؤں کا ماحول پیدا ہو جاتا تھا، ٹرسٹ کے ممبران میں ایک جناب سید یاسین علی قادری صاحب ہی اہلسنت وجماعت بنام مسلکِ اعلیٰ حضرت کا علم ہاتھ میں لئے ہوئے تھے، چند پڑھے لکھے ممبران تذبذب کے شکار اور مصلحت پسند تھے، کچھ ممبران سنی تھے لیکن نماز سے غافل مسجد کی طرف رخ نہیں کرتے تھے۔

آپ سوچ سکتے ہیں کہ اُس وقت کا ماحول کیسا ماحول تھا، بات بات پر تناؤ کا ماحول پیدا ہوجاتا تھا، ایسے عالم میں مسلکِ حق کی محبت کو دل میں چھپا کر رکھنا پڑا، جمعہ میں راقم کی زوردار اصلاحی تقریر ہوتی تھی، اس کا چرچا جب پھیلا تو چھپے ہوئے ستارے نمودار ہونے لگے، جھلملاتے تاروں میں بھی توانائی آنے لگی، تقریر سن کر کچھ لوگوں کو خاکسار سے عقیدت ہوئی تو مجھ سے قریب ہونے لگے، پاس بیٹھنے لگے، ساتھ میں چائے پینے لگے، ان افراد کو فرداً فرداً سمجھاتا رہا، ان میں تبلیغ کی، ان کو مسلکِ حق کی جانب راغب کیا، حضور سرورِ کائنات ﷺ، بزرگانِ دین اور اولیائے امت کی محبت کا گھونٹ ان کے گلے میں اتارنے لگا اور اس گھونٹ نے کام کرنا شروع کیا، جب آیا تھا تو جمعہ کے دن صرف نیچے کی منزل میں ہی مقتدی ہوتے تھے، دو سے ڈھائی مہینے میں پہلی اور دوسری منزل بھی پُر ہونے لگی، چھ مہینے کے اندر اندر اوپر کی منزل پر البیسٹر لگانا پڑا، تین سال تک یہ ذرۂ بے مقدار حکمتِ عملی کی چادر میں لپٹا رہا، جذباتی سنیوں نے جناب سید یاسین علی بھائی سے شکایت بھی کی کہ تمہاری مسجد کا امام سنی نہیں معلوم ہوتا ہے، تین سال کے بعد لوگوں کے سامنے جب حق کا حلوہ رکھا تو راسخ العقیدہ لوگوں نے پُر تپاک استقبال کیا، دوسرے گروپ کے لوگ مجھے بھگانے کے لئے کمربستہ ہوگئے، بہت طرح کے حربے استعمال کرنے لگے، یہاں تک کہ مار پیٹ بھی ہوئی مقدمے بھی ہوئے، حقیقت کو لوگوں نے سمجھا، جانا، پرکھا اور گھر کا راستہ بھولے ہوئے، اپنا گھر چھوڑنے والے، اپنے گھر میں پہنچے، آپ یہ جملہ والفاظ سن رہے ہیں، لیکن ان جملہ والفاظ سے ماضی کے بیتے لمحوں کو دیکھ نہیں سکتے ہیں، کبھی کبھی دل کرتا تھا کہ یہاں سے چلا جاؤں، لیکن پیرومرشد مولائے من سرکار مفتی اعظم ہند مصطفیٰ رضا خاں نوری رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت ظاہر ہوئی جس سے اشارہ ملا کہ یہاں ہی رہ کر دین متین کی خدمت کرنی ہے، اس کے بعد بندہ تفکر کو چھوڑ دیا اور کہہ دیا ظالموں جو کرنا ہے کرو، مگر تم اب کچھ کر بھی نہیں سکتے کیوں کہ قطب زماں کا شفقت والا ہاتھ میرے سر پر ہے، جو لوگ اہل سنت وجماعت سے بدگماں اور

تذبذب کے شکار ہوگئے تھے ان کو ان کے گھر کا راستہ دکھانے میں بہت وقت لگا یہاں تک کہ بعض بعض آدمیوں کو راستے پر لانے میں کئی کئی سال لگ گئے۔

جب میں یہاں آیا تھا تو مسجد میں مترجم قرآن پاک کے جتنے نسخے تھے ان میں ''کنزالایمان'' کا ایک بھی نسخہ نہیں تھا، جب لوگوں سے رسم وراہ بڑھی تو ان سے کہہ کر ''کنزالایمان'' کے نسخے منگوا کر رکھوایا، اگر ہمارا کوئی مقتدی پریشانی کے عالم میں گھر گیا، فاقہ کشی کی نوبت آئی اور انہوں نے مجھ کو بتایا تو اس کام میں نے ضرور مدد ادا کیا، کئی بیوا اور غریب کی بیٹیوں کی ہمارے ٹرسٹ کے ممبران نے اپنے جیب خاص سے شادی کرائی ہیں، لاچار ومجبور اور بیمار افراد کے لئے مسجد میں اعلان اور خاص لوگوں سے کہہ کر ان کے علاج ومعالجہ کے لئے رقم دلوادی ہے، میاں بیوی کی ناچاقی کو بھی ختم کروایا ہوں، محلہ اور شہر کے کئی خطرناک کیسز کے معاملہ میں بھی اہم رول ادا کیا ہوں، معاملہ زیادہ بگڑا ہوا دیکھا تو ٹرسٹ کے ممبران کو خاص کر جناب سید یاسین علی قادری صاحب کو شامل کر کے رفع دفع کروادیا، کئی ائمہ اور موذنین ومدرسین کے بھی کام آیا ہوں، جمعہ کی تقریر میں لوگوں سے ان کا نام لے کر ڈاڑھی رکھنے کی اپیل کر کے ڈاڑھی رکھوایا ہوں، اس سلسلے میں بڑے اچھے اچھے اور دلچسپ واقعات ہیں جس کی یہاں گنجائش نہیں ہے، یہ قدرے تفصیل کا ایک باب ہے، مکمل تفصیل کے لئے بہت وقت لگے گا۔

سوال۔ سنی جامع مسجد پتری پل میں پچیس سالہ خدمات پر ٹرسٹ کے ممبران سلور جبلی منا کر آپ کو ''مفتی اعظم ہند ایواڈ'' دے رہے ہیں، اچھی بات ہے، آپ چھ مہینے یا سال بھر کے بعد اپنے آبائی گاؤں ''مدلمن'' بہار جاتے ہیں، وہاں کے لئے آپ نے کیا کیا؟

جواب۔ اس کا جواب مجھ سے نہ پوچھ کر آپ حضرت مولانا محمد قمر عالم مصباحی صاحب استاد دار العلوم بزم صوفیہ اکلوج سے پوچھ لیجئے جو خود متحرک وفعال عالم دین ہیں میرے گاؤں کے اور آپ کے قریبی دوست ہیں۔

سوال۔ ۲۵ رسالہ ''جشن اعتراف خدمات'' کے موقع پر جناب سید یاسین علی قادری صاحب کی جانب سے آپ کو آپ کی قلمی، علمی، ادبی ولسانی خدمات پر ''امام احمد رضا ایواڈ'' ملنے جا رہا ہے، لہٰذا پوچھنا یہ ہے کہ آپ کی کل کتنی تصانیف ہیں، ان میں کتنی شائع ہوچکیں، کتنی غیر مطبوعہ ہیں؟

جواب۔ کل ۳۳ رتصانیف ہیں، ان میں ۱۰ رشائع ہوچکیں، اور بیشتر غیر مطبوعہ اور دیگر زیرتصنیف

وترتیب ہیں۔

سوال۔آپ کی تصانیف میں سے آپ کی نظر میں سب سے عمدہ اور مشہور کون سی تصنیف ہے؟

جواب۔میری نظر میں میری تمام تصانیف عمدہ ہیں، جہاں تک مشہور ہونے کی بات ہے تو یہ ضروری نہیں ہے کہ کتاب آج چھپی اور آج ہی شہرت کے بام پر پہنچ جائے، اس کے اثرات دیر سے ظاہر ہوتے ہیں، مثال کے طور پر میری پہلی تصنیف ''ماہتاب رسالت کی جلوہ ریزیاں'' کو دیکھئے، یہ کتاب ۱۹۹۰ء میں غوثیہ پبلیشر الٰہ آباد نے کئی ہزار کی تعداد میں شائع کیا اور ہندوستان کے دور دراز علاقے میں پھیلا یا، اس کے اُنیس سال بعد حضرت علامہ مولانا آفتاب قاسم صاحب (خلیفہ حضور تاج الشریعہ علامہ اختر رضا صاحب دام فیوضہ) نے اس کا انگریزی ترجمہ کر کے ڈربن ساوتھ افریقہ سے شائع کیا اور ساوتھ افریقہ، امریکہ و برطانیہ سے یہ کتاب نیٹ پر ڈالی گئی جسے آپ نیٹ پر دیکھ سکتے ہیں، اس کتاب کا تیسرا ایڈیشن اسی سال جنوری میں سیرت فاؤنڈیشن، گلبرگہ نے شائع کیا اور ''مرکزی سیرت کمیٹی'' گلبرگہ نے اسے وہاں کے کوئز مقابلہ میں شامل کیا، اسی طرح سے ''کلامِ راہی اور صنائع و بدائع'' کو ملک اور بیرون ملک پھیلانے میں استاذی جناب غلام مرتضی راہی صاحب نے اہم رول کیا، ملک کے ادباوشعراء کے علاوہ چالیس لائبریریوں کو بھیجا، اس کے علاوہ آٹھ ملکوں میں بھی کتاب کو پہنچادیا، یہ کتاب بھی نیٹ پر دستیاب ہے ''کنزالایمان اور امام احمد رضا'' برطانیہ تک پہنچ چکی ہے، جس مکتبہ سے یہ کتاب شائع ہوئی تھی وہ مکتبہ آج بھی کتابیں چھاپ کر فروخت کررہا ہے، اسی طرح سے ''کنزالایمان اپنے مفسرین کی نظر میں'' یہ کتاب شائع ہوئی اور بہت جلد اس کا ایڈیشن ختم ہوگیا اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ اس کتاب کا انگریزی ایڈیشن بھی شائع ہو چکا ہے، تجلیاتِ قلم اور دیوان رضوی کو شائع ہوئے ابھی چند ہی مہینے ہوئے۔

سوال۔اعلیٰ حضرت امام احمد خاں رحمۃ اللہ علیہ کی ذات وشخصیت پر آپ کی اور کوئی تصنیف یا تصانیف ہیں؟

جواب۔۱۷۶؍صفحات کی کتاب ''گلستانِ رضا'' دوسال سے مکمل ہے، اسی طرح سے ''امام احمد رضا کے مبلغین'' شائع ہونے کے لئے منتظر ہے اور ایک کتاب زیر تالیف ہے جو انشاء اللہ تعالیٰ، اعلیٰ حضرت کے صدسالہ یوم وصال کے موقع سے شائع ہوگی۔

....

مولانا احسن القادری کے ذریعہ

سنّی جامع پتری پل کلیان کے نائب سکریٹری سید یاسین علی قادری بن مشرف علی اور جناب انوار عالم قادری صاحب سے مختصر انٹرویو

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدور پیدا

سوال:۔آپ کا اور آپ کے اراکین کا مختصر تعارف؟

جواب:۔سید یاسین علی قادری بن مشرف علی عمر ۵۶؍سال اور میرا پتہ ہے، ہوم بابا ٹیکری پتری پل کلیان ....اور جناب انوار عالم قادری عمر ۶۴؍سال پتری پل کلیان، ہم لوگ سنی جامع مسجد پتری پل کلیان کے آغاز سے آج تک اس مسجد کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

سوال:۔آپ کی سب سے پہلی ملاقات ادیب شہیر سے کب ہوئی؟

جواب:۔۱۲؍جولائی ۱۹۸۸ء ساڑھے بارہ بجے دن میں۔

سوال:۔سب سے پہلے جب آپ نے ادیب شہیر کو دیکھا تو کیسا محسوس کیا؟

جواب:۔ہم نے ان کو دیکھا اور ان سے ملاقات کی تو انہیں نہایت ہی بااخلاق اور بزرگوں کے صف میں پایا۔

سوال:۔حضرت قاری ظفر الدین علیہ الرحمہ اور ادیب شہیر کے درمیان کیسے تعلقات تھے؟

جواب:۔نہایت ہی عمدہ اور شاندار تعلقات تھے اور حضرت ظفر الدین علیہ الرحمہ بھی ادیب شہیر سے کافی لگاؤ رکھتے تھے۔

سوال:۔ادیب شہیر کی شخصیت کیسی ہے متنازع یا غیر متنازع؟

جواب:۔ادیب شہیر کی شخصیت نہایت ہی غیر متنازع ہے ہر اختلاف سے دور رہتے ہیں درحقیقت ان کا اصل کام تالیف و تصنیف کا ہے اور وہ ہمیشہ اس پر کاربند رہتے ہیں اِدھر اُدھر کی فضول مشغولیات سے نہایت ہی پرہیز کرتے ہیں، اگر کوئی شخص متنازع جانتا ہے تو وہ صرف اپنے مقصد و مفاد کے لئے، ایسا کرتا ہے۔

سوال:۔کیا ادیب شہیر تقریر بھی کرتے ہیں؟

جواب:۔جی ہاں وہ تقریر بھی کرتے ہیں اور نہایت ہی عمدہ اور شاندار تقریر کرتے ہیں خاص طور پر شان تصوف بہترین انداز میں بیان کرتے ہیں نیز ایک ایک آیت پر تین تین مہینے اس کے اسرار ورموز بیان کرتے ہیں۔

سوال:۔کلیان کے عوام پر ادیب شہیر کا کیسا اثر ہے؟

جواب:۔مرجع علما وادباء ہیں عوام میں کافی تعلقات ہیں محبوب ومقبول ہیں نہایت ہی موثر شخص ہیں۔

سوال:۔ادیب شہیر کے اندر دینی جذبہ کیسا ہے؟

جواب:۔ادیب شہیر کے اندر دین کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہے وہ ہر دم دین کی خدمت میں مصروف رہتے ہیں

سوال:۔ادیب شہیر کی کوئی ایسی خوبی بیان کریں جو اسلاف کی یاد دلاتی ہو؟

جواب:۔ادیب شہیر شریعت مصطفی ﷺ کے بڑے پابند ہیں نمازوں کو بہت ہی پابندی کے ساتھ ادا کرتے ہیں دیگر مساجد کے مقتدی امام کی غیر حاضری کا کثرت سے شکایت کرتے ہیں لیکن ادیب شہیر کے مقتدی یوں کہتے ہیں کہ ہمارے امام صاحب چھ چھ مہینے مسجد سے باہر نہیں نکلتے ہیں۔

سوال:۔پچیس سالہ خدمات امامت کے بعد آپ لوگوں نے ادیب شہیر کو کیسا محسوس کیا؟

جواب:۔بزرگوں کی نشانی کے طور پر ہم لوگ ان کو جانتے ہیں ان کے دل میں کبھی بغض وعناد نہیں پائے خلوص وللہیت کے ساتھ مسلک اعلی حضرت امام اہل سنت پر غضنفر زماں کی حیثیت سے کارہائے مسلک کو انجام دے رہے ہیں۔

سوال:۔شہر کلیان میں علمی حیثیت سے ادیب شہیر کا رتبہ کیسا ہے؟

جواب:۔جو رتبہ ایک لائق وفائق امام کو حاصل ہوتا ہے وہ رتبہ انہیں بھی حاصل ہے بلکہ دیگر ائمہ واساتذہ کی بنسبت ادیب شہیر کا مقام نہایت ہی ارفع واعلی ہے، آپ علمی وادبی خدمات کی حیثیت سے کلیان میں ہی منحصر نہیں بلکہ آپ کو اور آپ کی کتابوں کو چالیس اسلامی ملکوں میں پڑھا اور سنا جارہا ہے وہ سارے اوصاف وکمالات کے جامع ہیں گویا سبھی کے لئے ایک آئیڈیل اور نمونہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔

سوال:۔ادیب شہیر کے اخلاق ومعاملات زندگی پر کچھ روشنی ڈالنا پسند کریں گے؟

جواب:۔حضرت ادیب شہیر عمدہ اخلاق کے مالک ہیں اور نہایت ہی صاف وستھرا معاملات رکھتے ہیں

نہ اراکین کو اور نہ ہی عوام کو آپ سے کوئی حرف شکایت ہے۔

سوال:۔ادیب شہیر کی دعوتی تبلیغی خدمات کے تعلق سے آپ لوگوں کی کیا رائے ہے؟

جواب:۔وہ تو مخلص فی الدین ہیں اور مخلصانہ طریقے پر تبلیغی اور دعوتی کاموں کو انجام دیتے ہیں۔

سوال:۔ادیب شہیر کے بارے میں آپ لوگوں کا ذاتی نظریہ کیا ہے؟

جواب:۔حضرت ادیب شہیر مولانا محمد ادریس رضوی صاحب نہایت ہی متقی وپارسا عالم دین کے ساتھ ساتھ ایک بہترین استاذ اور عظیم مبلغ نیز تصوف کے دنیا کے ایک بہترین صوفی ہیں، ان سے مل کر قلبی سکون ملتا ہے ان کی ذات سے ہم لوگ بہت زیادہ متاثر ہیں۔

سوال:۔اگر کوئی انسان ادیب شہیر کی زندگی کو نمونہ عمل بنالے تو کہاں تک کامیاب ہوگا؟

جواب:۔وہ تو بہترین اور کامیاب زندگی کے مالک ہیں ایسے لوگوں کو اگر اپنا کوئی رہنما بناتا ہے تو یقیناً اس کی زندگی کامیاب ہوگی۔

احسن القادری کے سوالات

مولانا محمد جمال الدین رضوی، نائب امام سنی جامع مسجد کلیان کے جوابات

سوال:۔آپ اپنا تعارف کرائیں؟

جواب:۔محمد جمال الدین رضوی۔

سوال:۔کلیان میں آپ کی کب آمد ہوئی؟

جواب:۔۱۰ر جون ۱۹۹۱ء

سوال:۔آپ کے اور ادیب شہیر کے مابین کیسے تعلقات ہیں؟

جواب:۔۱۹۹۱ء سے لیکر آج تک ادیب شہیر اور ہمارے روابط وتعلقات نہایت ہی بہتر ہیں جیسے جہاں بھی تشریف لے گئے اپنے ہمراہ ہمیشہ ساتھ رکھے جب وطن جانا ہوا تو ان کی ذمداری کو ہم نے نبھایا اور ہماری عدم موجودگی میں ہماری ذمہ داری کو حضرت نے بخوبی نبھایا ۱۹۹۸ء سے آج تک میں نے اہل خانہ کو ساتھ رکھا مگر کبھی ایسا نہیں ہوا کہ حضرت ادیب شہیر کے ساتھ کھانا نہیں کھایا اور میری موجودگی

جواب:۔ جی ہاں وہ تقریر بھی کرتے ہیں اور نہایت ہی عمدہ اور شاندار تقریر کرتے ہیں خاص طور پر شان تصوف بہترین انداز میں بیان کرتے ہیں نیز ایک ایک آیت پر تین تین مہینے اس کے اسرار ورموز بیان کرتے ہیں۔

سوال:۔ کلیان کے عوام پر ادیب شہیر کا کیسا اثر ہے؟

جواب:۔ مرجع علما وادباء ہیں عوام میں کافی تعلقات ہیں محبوب ومقبول ہیں نہایت ہی موثر شخص ہیں۔

سوال:۔ ادیب شہیر کے اندر دینی جذبہ کیسا ہے؟

جواب:۔ ادیب شہیر کے اندر دین کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہے وہ ہر دم دین کی خدمت میں مصروف رہتے ہیں

سوال:۔ ادیب شہیر کی کوئی ایسی خوبی بیان کریں جو اسلاف کی یاد دلاتی ہو؟

جواب:۔ ادیب شہیر شریعت مصطفی ﷺ کے بڑے پابند ہیں نمازوں کو بہت ہی پابندی کے ساتھ ادا کرتے ہیں دیگر مساجد کے مقتدی امام کی غیر حاضری کا کثرت سے شکایت کرتے ہیں لیکن ادیب شہیر کے مقتدی یوں کہتے ہیں کہ ہمارے امام صاحب چھ چھ مہینے مسجد سے باہر نہیں نکلتے ہیں۔

سوال:۔ پچیس سالہ خدمات امامت کے بعد آپ لوگوں نے ادیب شہیر کو کیسا محسوس کیا؟

جواب:۔ بزرگوں کی نشانی کے طور پر ہم لوگ ان کو جانتے ہیں ان کے دل میں کبھی بغض وعناد نہیں پائے خلوص وللّٰہیت کے ساتھ مسلک اعلی حضرت امام اہل سنت پر غضنفر زماں کی حیثیت سے کارہائے مسلک کو انجام دے رہے ہیں۔

سوال:۔ شہر کلیان میں علمی حیثیت سے ادیب شہیر کا رتبہ کیسا ہے؟

جواب:۔ جو رتبہ ایک لائق وفائق امام کو حاصل ہوتا ہے وہ رتبہ انہیں بھی حاصل ہے بلکہ دیگر ائمہ واساتذہ کی بنسبت ادیب شہیر کا مقام نہایت ہی ارفع واعلی ہے، آپ علمی وادبی خدمات کی حیثیت سے کلیان میں ہی منحصر نہیں بلکہ آپ کو اور آپ کی کتابوں کو چالیس اسلامی ملکوں میں پڑھا اور سنا جارہا ہے وہ سارے اوصاف وکمالات کے جامع ہیں گویا سبھی کے لئے ایک آئیڈیل اور نمونہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔

سوال:۔ ادیب شہیر کے اخلاق ومعاملات زندگی پر کچھ روشنی ڈالنا پسند کریں گے؟

جواب:۔ حضرت ادیب شہیر عمدہ اخلاق کے مالک ہیں اور نہایت ہی صاف وستھرا معاملات رکھتے ہیں

نہ اراکین کو اور نہ ہی عوام کو آپ سے کوئی حرف شکایت ہے۔

سوال:۔ ادیب شہیر کی دعوتی تبلیغی خدمات کے تعلق سے آپ لوگوں کی کیا رائے ہے؟

جواب:۔ وہ تو مخلص فی الدین ہیں اور مخلصانہ طریقے پر تبلیغی اور دعوتی کاموں کو انجام دیتے ہیں۔

سوال:۔ ادیب شہیر کے بارے میں آپ لوگوں کا ذاتی نظریہ کیا ہے؟

جواب:۔ حضرت ادیب شہیر مولانا محمد ادریس رضوی صاحب نہایت ہی متقی وپارسا عالم دین کے ساتھ ساتھ ایک بہترین استاذ اور عظیم مبلغ نیز تصوف کے دنیا کے ایک بہترین صوفی ہیں، ان سے مل کر قلبی سکون ملتا ہے ان کی ذات سے ہم لوگ بہت زیادہ متاثر ہیں۔

سوال:۔ اگر کوئی انسان ادیب شہیر کی زندگی کو نمونہ عمل بنالے تو کہاں تک کامیاب ہوگا؟

جواب:۔ وہ تو بہترین اور کامیاب زندگی کے مالک ہیں ایسے لوگوں کو اگر اپنا کوئی رہنما بناتا ہے تو یقیناً اس کی زندگی کامیاب ہوگی۔

....

احسن القادری کے سوالات

مولانا محمد جمال الدین رضوی، نائب امام سنی جامع مسجد کلیان کے جوابات

سوال:۔ آپ اپنا تعارف کرائیں؟

جواب:۔ محمد جمال الدین رضوی۔

سوال:۔ کلیان میں آپ کی کب آمد ہوئی؟

جواب:۔ ۱۰ر جون ۱۹۹۱ء

سوال:۔ آپ کے اور ادیب شہیر کے مابین کیسے تعلقات ہیں؟

جواب:۔ ۱۹۹۱ء سے لیکر آج تک ادیب شہیر اور ہمارے روابط وتعلقات نہایت ہی بہتر ہیں جیسے جہاں بھی تشریف لے گئے اپنے ہمراہ ہمیشہ ساتھ رکھے جب وطن جانا ہوا تو ان کی ذمداری کو ہم نے نبھایا اور ہماری عدم موجودگی میں ہماری ذمہ داری کو حضرت نے بخوبی نبھایا ۱۹۹۸ء سے آج تک میں نے اہل خانہ کو ساتھ رکھا مگر کبھی ایسا نہیں ہوا کہ حضرت ادیب شہیر کے ساتھ کھانا نہیں کھایا اور میری موجودگی

وغیر موجودگی میں میرے بچے نانا، نانا کہہ کر اپنی تمام ضرورت کی چیزوں کو آپ سے مانگ لیتے ہیں اور ادیب شہیر بھی بخوشی بچوں کو عطا کر دیتے ہیں نہ کبھی نا کہتے اور نہ کبھی جھڑکتے ہیں۔

سوال۔آپ نے ادیب شہیر کی صحبت میں رہ کر کتنا علمی فائدہ اُٹھایا؟

جواب۔۔ میں گاؤں کے اسکول میں پڑھتا تھا، دوسری جماعت کے بعد میری والدہ کا انتقال ہوگیا، اس کے بعد سیوان (بہار) کے ایک گاؤں جانڑی کے مدرسہ غوثیہ اصلاح المسلمین میں پڑھا، یہ مدرسہ ابتدائی دور میں تھا، اس بنا پر وہاں پڑھنے پڑھانے کا معقول انتظام نہیں تھا اور کچھ میرے گھر کی مجبوریاں بھی تھیں جس کی وجہ سے پڑھائی چھوڑنی پڑی اور کلیان آگیا آج جو کچھ جانتا ہوں یا پڑھتا ہوں حضرت ادیب شہیر کی دَین ہے کہ علماؤں کے درمیان گفتگو کر لیتا ہوں، بہت سارے مسائل سے بھی واقف ہوں، یہ سب حضرت ادیب شہیر کی دین ہے۔

سوال:۔ادیب شہیر کے پچیس سالہ خدمات امامت پر سلور جبلی منایا جا رہا ہے اس جشن کو آپ کیسا محسوس کر رہے ہیں؟

جواب:۔الحمدللہ ہم کو بے پناہ خوشی ہو رہی ہے اور ہم اللہ تعالی سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالی اپنے محبوب ﷺ کے صدقے میں ادیب شہیر اور اراکین مسجد کے علم وعمل اور عمر میں برکتیں عطا فرمائے۔(آمین)

تہنیت کے چند الفاظ

بارگاہ رضوی میں

ادیب شہیر حضرت مولانا محمد ادریس رضوی کے لائق وفائق شاگرد مولانا اشتیاق احمد مصباحی اعلیٰ تعلیم کی غرض سے جامعہ ملیہ دہلی میں قیام پذیر ہیں اور مولانا موصوف کی کتاب ''کنزالایمان اپنے مفسرین کی نظر میں'' اس کتاب کا انگریزی میں ترجمہ بھی کر چکے ہیں، ان کو جب معلوم ہوا کہ مولانا موصوف کا سلور جبلی منایا جا رہا ہے تو انہوں نے دہلی سے تہنیت نامہ لکھ کر بھیجا لیکن وقت کی قلت کی بنا پر پروگرام میں پڑھا نہیں جاسکا، قارئین کی دلچسپی کے لئے یہاں حاضر ہیں، تہنیت کے چند الفاظ۔

اللہ کا بے پناہ کرم و احسان ہے کہ اس نے ہمیں انسان بنایا، ہمیں طرح طرح کی نعمتوں سے نوازا، علم کی دولت سے آشنا فرمایا، مزید امت مسلمہ کا فرد ہونے کا شرف بخشا۔

لیکن کم ہی لوگ ان تمام انعامات پر شکر بجالانے میں کامیاب ہو پاتے ہیں، شیطان کے مکر وفریب سے اپنے آپ کو محفوظ کر پاتے ہیں اور نہ جانے کتنے انسان اس دنیا کو ہی آخری منزل سمجھنے کی غلطی کر بیٹھے ہیں اور دین سے اپنا رشتہ بالکل توڑ لیتے ہیں۔

مگر اسی دنیا میں کچھ ایسی شخصیات جنم لیتی ہیں جو دنیا کی بے ثباتی سے واقف ہوتی ہیں اور اس کی رنگینیت سے متاثر نہیں ہوتیں۔انہیں شخصیات میں سے ایک ذات حضرت ادیب شہیر، عاشق رسول مولانا ادریس رضوی کی ہے۔آپ نے ایک مسجد میں ۲۵، سال تک امامت وخطابت کی ذمہ داری نبھائی، جو بہت ہی عظیم خدمت ہے۔آپ نے نہ صرف امامت کا فریضہ انجام دیا، بلکہ گم گشتگان راہ کی رہنمائی بھی فرمائی، بے چین دلوں کے درماں بھی بنے اور ہزاروں افراد کی زندگی میں انقلاب برپا کیا۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ نوجوان علماء ان جیسی شخصیات کو اپنا نمونۂ عمل بنائیں۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو آپ سے فیضیاب فرمائے اور آپ کا سایہ ہم سب پر تادیر قائم فرمائے۔آمین۔

ٹرسٹیان کے ذریعہ

انٹرویو کے بعد مسجد کے ٹرسٹی حضرات نے ادیب شہیر، مبلغ بے نظیر حضرت مولانا محمد ادریس رضوی صاحب ایم۔اے کے ۲۵ رسالہ امامت وخطابت اور قومی وملی خدمات پر موصوف کو حضرت مفتی حسن منظر قدیری، دارالعلوم رضویہ کلیان کے ہاتھوں ''مفتی اعظم ہند ایواڈ'' حضرت مولانا عبدالولی سبحانی، مدرس اصلاح المسلمین کلیان کے ہاتھوں ''سپاس نامہ'' پیش کیا اور مولانا کی قلمی، علمی، تحریری ولسانی خدمات پر ہمدرد قوم وملت جناب سید یاسین علی قادری کی جانب سے پروفیسر عبدالحمید اکبر صاحب صدر شعبۂ اردو وفارسی گلبرگہ یونیورسٹی گلبرگہ کے ہاتھوں ''امام احمد رضا ایواڈ'' اور حضرت مولانا جمال احمد علیمی صاحب، خطیب وامام میمن مسجد کلیان کے ہاتھوں ''تہنیت نامہ'' دے کر مبارکبادی دی، مدعو علما شعراء، دانشوروں اور مفکروں کی شال اور گل پوشی کی گئی۔

عمرہ کے لئے قرعہ اندازی

یہ پروگرام اپنی نوعیت کا منفرد پروگرام تھا لہذا علماو دانشور ومفکرین، ائمہ ومؤذنین اور سامعین سب کے چہرے پر فرط وانبساط کی لہریں نمایاں تھیں اور جناب سید یاسین علی قادری تو پھولے نہیں سمارہے

سیرت رسول ﷺ پر ہر زبان میں کتابیں شائع ہوئیں۔ اردو میں بھی مقتدر ادباء اور قلم کاروں نے حضرت رسول ﷺ کے زندگی کے گوشوں کو مختلف پہلوؤں سے پیش کیا۔ حضور اکرم ﷺ کی تعلیمات اور پیغامات کی فی زمانہ زیادہ ضرورت ہے۔ سیرت رسول ﷺ پر عمل پیرا ہوتے ہوئے موجودہ دور کا انسان اپنی زندگی کو مثالی بنا کر ایک مثبت معاشرہ کی تشکیل و تعمیر کر سکتا ہے۔ اس سلسلہ میں ''ماہتابِ رسالت کی جلوہ ریزیاں'' کے پیشِ لفظ میں مولانا نے بڑے پتے کی بات کی ہے وہ لکھتے ہیں:

''وقت کا بہت بڑا المیہ ہے کہ وہ تمام خصوصیات ہم سے رخصت ہوگئیں جن سے دوسری قومیں عبرت حاصل کرتی تھیں۔ ہمارا عروج زوال سے بدل گیا ہے۔ نوجوان دوستو! آپ نے کبھی غور کیا کہ آخر ایسا کیوں ہوا؟ بات بالکل واضح ہے کہ یہ ہماری غفلت و جہالت کا نتیجہ ہے۔ مسلمانوں نے سیرت رسالت مآب علیہ الصلواۃ والسلام پر لکھی گئی کتابوں کا مطالعہ چھوڑ دیا۔ تحقیق کا میدان بھی خالی کر دیا تو اسلام کے دشمنوں نے اسی پلیٹ فارم سے اپنی طبیعت کے مطابق تاریخ اسلام مرتب کر کے دنیا کے ہر خطہ میں پھیلانے لگے۔ اور اسلام کو کمزور کرنے کے لئے بہت سارے ہتھکنڈے استعمال کرنے لگے۔''

لہٰذا ان ہی باتوں کے پیش نظر مولانا نے سیرت رسول ﷺ کے اہم گوشوں کو سلیس اور عام زبان میں پیش کیا۔ اس کتاب میں آپ ﷺ کی ولادت باسعادت سے لے کر ہجرت کے بعد تک کے حالات مختصر بیان کئے گئے ہیں۔ یہ کتاب مفید اور کار آمد ہے اور آنحضرت ﷺ کے سوانحی گوشوں کو اجاگر کرتی ہے۔ اور قاری کے ایمان کو پختگی اور منور بھی کرتی ہے۔

مولانا ادریس رضوی نے اس کے بعد مختلف موضوعات پر ادبی، مذہبی، سماجی اور معاشرتی مضامین لکھے اور یہ مضامیں ہندوستان کے مقتدر علمی و ادبی رسالوں اور جریدوں میں شائع ہونے لگے۔ مولانا نے ابتداء ہی سے اپنی تحریروں میں اخلاقی قدروں، مذہبیت کے جذبہ کو عام کیا۔ اس کے علاوہ پاکیزگی اور صداقت کو اپنی تحریروں کا حصہ بناتے ہوئے پاکیزہ ذوقِ جمال کو پروان چڑھانے کی سعی کرتے رہے۔ مولانا نے ادب کی مختلف اصناف جیسے تنقید، تحقیق، تقریظ نگاری، تبصرہ نویسی، سفرنامے، انشاء پردازی اور شاعری وغیرہ اصناف ادب پر طبع آزمائی کی ہے۔ یہ کہنا دشوار ہے کہ وہ اچھے شاعر ہیں کہ ادیب یا ایک اچھے خطیب۔ غرض مولانا کی شاعری اور نثر نگاری کو سمجھنے کے لئے ان کی ہمہ پہلو شخصیت کو پیش نظر رکھنا ضروری ہو جاتا ہے۔

مولانا کی دیگر نثری تصانیف میں کنز الایمان اور امام احمد رضا (کوئز) (۲۰۰۹)، کلام راہی اور صنائع و بدائع، گلبرگہ سے حیدرآباد اور کنز الایمان اپنے مفسرین کی نظر میں شامل ہیں۔ آخر الذکر کتاب کا انگریزی میں ترجمہ مولانا اشتیاق احمد مصباحی نے کیا اور ملک العلماء لائبریری جامعہ اشرفیہ اعظم گڑھ نے اپریل ۲۰۱۱ء کو شائع کیا۔

کلامِ راہی اور صنائع و بدائع ایک علمی کتاب ہے جس میں نقدِ شعر کے بارے میں تفصیلات ملتی ہیں۔ اس علمی کتاب میں مولانا نے غلام مرتضیٰ راہی کے اشعار کو بنیاد بناتے ہوئے راہی صاحب کو خراجِ عقیدت پیش کیا۔ اور راہی شناسی کی مثال قائم کی ہے۔ مولانا کو راہی صاحب سے شرف تلمذ بھی حاصل رہا ہے۔ زیرِ نظر تصنیف لطیف ''کلام راہی اور صنائع و بدائع'' تنقیدی روایت کی عمدہ مثال قرار دی جا سکتی ہے مولانا موصوف کی اس علمی کاوش پر اظہار خیال کرتے ہوئے پروفیسر حمید اکبر ڈین فیکلٹی آف آرٹس و صدر شعبۂ اردو و فارسی گلبرگہ یونیورسٹی گلبرگہ رقم طراز ہیں:

''غلام مرتضیٰ راہی کے کلام میں صنائع و بدائع تلاش کر

نے اوران کی شناخت کروانے کا کام اتنا آسان نہیں ہے
اس کام کے لئے تبحر علمی کے ساتھ ساتھ شاعرانہ ذوق سلیم
کی بھی ضرورت ہوتی ہے شاعر کے منشاء تک رسائی مشکل
بھی ہے اور آسان بھی شاعر کی استعداد علمی کے مطابق یا
قریب مطابق قاری یا شارح کی صلاحیت واستعداد نہ ہو تو
تفہیم وترسیل مشکل ہو جاتی ہے ورنہ آسان۔ چنانچہ مولانا
ادریس رضوی کی اس اہم علمی کوشش کو دیکھنے سے پتہ چلتا
ہے کہ موصوف گونا گوں صلاحیت کے حامل ہیں کلام راہی
اور صنائع وبدائع کی تلاش میں اپنی صلاحیتوں کو بروئے کا
رلا کر انتہائی اہم کام انجام دیا ہے‘‘۔

شعریات سے واقفیت ادب کے ہر باذوق قاری کے لیے ضروری ہے زیر تبصرہ کتاب انہی امور کی وضاحت پر مبنی ایک جامع اور مستند تصنیف ہے۔ جس میں صنائع وبدائع کے چند پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہوئے غلام مرتضیٰ راہی کی شاعری میں موجود فنی خوبیوں کو اجاگر کرنے کی سعی کی گئی ہے اس کتا ب میں کوئی بیس لوازم شعری کو مولانا نے اپنی کتاب کا حصہ بنایا ہے ان شعری لوازم میں کچھ لوازم علم بیا ن اور کچھ علم بدیع کے تحت آتے ہیں۔ صنعتوں کی تشریحات میں قطعیت اور جامعیت کا خاص خیال رکھا گیا ہے ہر صنعت کا مطالعہ کر کے قاری مطمئن ہو جاتا ہے۔ غرض مولانا نے اپنے وسیع مطالعے، گہرے مشاہدے اور تجربے کے ذریعے نہایت اہم کتاب تصنیف کی ہے۔

مولانا کے نثری کتابوں میں ایک اور کتاب تجلیاتِ قلم، امام احمد رضا فاونڈیشن کی جانب سے ۲۰۱۲ء کو شائع ہوئی ہے۔ جس میں مختلف موضوعات پر علمی، اور ادبی مضامین شامل ہیں۔ بیشتر مضامین اصلاح

معاشرہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے قلم بند کئے گئے ہیں۔ ’’گلبرگہ سے حیدرآباد تک‘‘ مولانا کی ایک اور تصنیف لطیف ہے جو امام احمد رضا فاؤنڈیشن کلیان کی جانب سے ۲۰۱۲ میں اشاعت پذیر ہوئی۔ یہ کتاب سفر نامہ کی طرح ہے جس میں مولانا نے قیام گلبرگہ اور حیدرآباد کے دوران یہاں کے اکابر بزرگ اور اہلِ قلم کے بارے میں اپنے تاثرات قلم بند کئے ہیں۔ اس کتاب میں حضرت بندہ نواز بلند پرواز: صوفیہ کی نظر میں اور امام احمد رضا اور مولانا انواراللہ فاروقی جیسی مقتدر ہستیوں کی علمی و مذہبی ہم آہنگی پر مضامین ملتے ہیں۔ اس کے علاوہ مرقع انوار، انواراللہ فاروقی، حیات، علمی وادبی کارنامے اور جزیرے نامی کتابوں پر بھی مولانا نے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔

مولانا کی نثری تحریروں کا مطالعہ سے ہمیں اس بات کا اندازہ ہوتا ہے کہ وہ صالح افکار ونظریات کے ذریعے آج کے زوال آمادہ معاشرہ کو پہلی سی رمق دینا چاہتے ہیں۔ جہاں صوفیہ کی تعلیمات پا کر انسان انسانیت کا پیکر بن جاتا ہے۔ ان کا یہ مذہبی رجحان ان کی شعوری کوشش کا نتیجہ ہے کہ انہوں نے اپنے قلم سے صالح ادب کو مترشح کر رہے ہیں جس سے سماج اور معاشرہ مساوات، باہمی ہمدردی، نیک نفسی، علم دوستی اور انسانی کمالات وصلاحیتوں سے مزین ہو سکے۔

جہاں تک مولانا کی شاعری کا تعلق ہے انہوں نے تقدیسی شاعری کو اہمیت دیتے آئے ہیں۔ ان کے شعری سفر میں نغماتِ بخشش (تضمین) (۲۰۰۲)، وسیلۂ بخشش (حمد ونعت) (۲۰۰۵)، سبیل بخشش (تضمین) (۲۰۰۸) اور دیوان رضوی یعنی صدائے بخشش (۲۰۱۲) شامل ہیں۔

تضمین نگاری کو مشکل فن کہا جاتا ہے اردو میں اس کی قدیم روایت ملتی ہے۔ اردو شعراء نے فارسی شاعروں کے کلام پر مصرعے لگا کر دادِ سخن حاصل کیا ہے۔ مولانا نے بھی اس جانب توجہ فرمائی اور معروف نعت گو شاعروں کے کلام پر دادِ سخن پائی ہے۔ مولانا ادریس رضوی کی شاعری میں حضور ﷺ سے عقیدت اور بزرگوں سے الفت اور مدحت کا وصف ملتا ہے۔ ان کی شاعری میں شعری حسن اور لطافت

بھی موجود ہے۔ان کی شاعری صالح افکار، عشق کی وارفتگی اور فنی پختگی کا بین ثبوت فراہم کرتی ہے۔

مولانا کی ایک درجن شعری ونثری کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں اور دو درجن سے زیادہ کتابیں اشاعت کی منتظر ہیں۔ان کی ہرنئی کتاب معلومات کا خزینہ ہوتی ہے اور ہر موضوع پر ماہرانہ اظہار خیال کی صلاحیت رکھتے ہیں۔لہذا سیکڑوں مضامین اور کتابوں پر تبصرے اعتبار پا چکے ہیں۔مذہب وتہذیب کا جو تسلسل ان کی تحریروں میں ملتا ہے اس سے ان کے اخلاقی ورثے سے لگاؤ کا اظہار ہوتا ہے۔ان کی ذہنی فکر اور تخلیقی شعور کے سرچشموں کا پتہ ان کی کتابیں پڑھنے سے لگایا جاسکتا ہے۔مولانا کی تحریریں ان کے مضبوط ارادے پراعتماد لہجہ کا پتہ دیتے ہیں۔عصری تقاضے، سماجی میلانات اور معاشرے کے سرگرم پران کی اچھی اور گہری نظر ہے اور وہ ایک پختہ فکر ادیب، اور شاعر ہیں اور ہر لحاظ سے کامیاب شخصیت کے مالک بھی۔انہوں نے سادگی کو اپنا شیوہ بنایا اور وہی سادگی ان کی تحریروں کا طرۂ امتیاز بھی ہے۔ندرت، تازگی، مذہبی جمال اور انفرادیت ان کی تحریروں کی امتیازی خصوصیات ہیں۔اگر چہ فکر ونظر میں ادب اور مذہب کا حسین امتزاج پایا جاتا ہے تاہم ان کے مزاج میں میانہ روی، اعتدال اور اعتماد پسندی بھی موجود ہے۔موصوف کا ادبی سفر مسلسل ربع صدی سے ارتقاء پذیر ہے۔

مولانا ادریس رضوی اپنی تحریری جلوہ ریزیوں کے ساتھ ساتھ تقریر سے بھی متاثر کرتے ہیں عام طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ خطیب کسی بھی قوم کے لئے کافی اہمیت کا حامل ہے اور جس قوم میں خطیب نہیں ہوتا وہ قوم گونگی ہوتی ہے۔مولانا جیسے ذی علم کو دیکھنے کے بعد اطمینان ہوتا ہے کہ وہ اپنی تحریروں اور خطابت سے قوم کو ایک مثبت فکر دینے کی سعی فرمارہے ہیں۔ان کی اس کوشش میں ان کے شب وروز کی سخت محنت بھی شامل ہے۔یقیناً اس کا ثمرہ انہیں حاصل ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ، حضور اکرم ﷺ کے صدقے اور ان کے پیر طریقت کی دعاؤں سے ان کے قلم اور زبان میں مزید طاقت عطا فرمائے تاکہ ہمیں ان کے افکار ونظریات سے روشنی حاصل ہوسکے۔خدا برتر وبزرگ انہیں صحت وسلامتی کے ساتھ رکھے۔آمین یارب العالمین۔

☆☆☆

قابل قدر لائق صد افتخار مولانا ڈاکٹر عبدالحمید اکبر صاحب، صدر شعبۂ اردو وفارسی گلبرگہ یونیورسٹی گلبرگہ نے اس پروگرام سے خطاب کرتے ہوئے حضرت ادیب شہیر کی حیات وخدمات ومصروفیات پر تفصیلی روشنی ڈالتے ہوئے ان کے کثرت کار پر حیرت کا اظہار کیا اور کہا کہ مولانا محمد ادریس رضوی کو

کب وقت ملتا ہے کہ آپ اتنے سارے مضامین اور کتابیں لکھیں اور مزید لکھ رہے ہیں، ڈاکٹر صاحب کا مقالہ کسی اور موقع سے شائع کیا جائے گا۔

ادیب شہیر کی خدمات: مولانا محمد قمر عالم مصباحی

حضرت مولانا محمد قمر عالم مصباحی صاحب، استاذ بزم انوار صوفیہ مدرسہ شہاب العلوم، اکلوج ضلع شولاپور اپنے تحریری تاثرات کے ساتھ موجود تھے لیکن وقت کی کمی نے اجازت نہیں دی کہ موصوف اپنی تحریر پڑھ سکیں لہذا ان کی تحریر لے لی گئی جو یہاں نقل کی جاتی ہے:

حضرات: آج کے اس خودغرضی ومفاد پرستی اور دنیا حصولی کے دور میں آدمی اسی میں کوشاں ہے کہ میں اپنے ظاہر کو درست کرلوں، اپنے دوست واحباب میں اپنی دولت وثروت، زیبائش ورہائش، آل واز واج کو موڈرن ہونے کا اثر ان کے دلوں میں بٹھالوں، باطن کی درستی کی فکر اور اپنے مذہب وملت، سماج ومعاشرہ، ملک وقوم کی اچھائی وبہتری، وقار وامتیاز کی سوچ سے کوسوں دور ہوگئے، حالاتِ زمانہ کی برق رفتاری نے ہمارے جوانوں کو ہی نہیں بلکہ بچے بوڑھے، مرد وعورت، تعلیم یافتہ اور غیر تعلیم یافتہ، عوام وخواص، بادشاہ ورعایا، استاد وشاگرد سب کو اپنے تیز دھارے کے ساتھ بہا رہی ہے۔

آج کے اس افراتفری کے ماحول میں اوّل تو لوگ اپنے بچوں کو دینی تعلیم دینے سے کتراتے ہیں اور شعور وحالاتِ زمانہ سے آگاہی رکھنے والا متعلم بھی زمانہ کے تناظر میں اپنے قلب کا میلان اس طرف نہیں کرتا، اب بچے وہ لوگ جن کے دلوں میں اپنے دین وایمان کا جذبہ پنہاں ہے جن کی سختی اور طاقت کا یہ عالم ہے کہ اس کے سامنے ہمالیہ کی بلندی بھی سرنگوں نظر آتی ہے اور فولاد کی طاقت بھی کمتر معلوم ہوتی ہے۔

دینی تعلیم سے بیزاری کے وجوہات کئی ہیں، میں اس جانب اپنی تحریر کو نہیں لے جانا چاہتا اور نہ ہی میرا عنوان ہے اور نہ ہی آج کی اس محفل کی غرض وغایت ہے کہ اس پر بحث ومباحثہ کیا جائے مگر صرف ایک تقریب کی غرض ضرور پیش کرنا چاہوں گا کہ اس وسائل واسباب کے دور میں وسیلے کے منکر بھی وسیلے کے قائل دکھائی دیتے ہیں، کیونکہ انسانی ضروریات اس ترقی یافتہ دور میں بہت زیادہ ہوگئی ہیں، اس کے حاجت مند سب ہیں خواہ بچہ ہو یا کہ بوڑھا، مولوی ہو کہ پنڈت سب وسائل کے حاجت

مند ہیں، مثال کے طور پر رشتہ داروں سے ملنے اور دینی کاموں کے لئے گاڑیوں کی ضرورت پڑتی ہے، حالات کی آگاہی کے لئے موبائیل فون اور نیٹ کی مدد لینی پڑتی ہے، یہ ساری چیزیں انسانی ضروریات کا ایک ایسا حصہ بن گئی ہیں کہ اس کو جدا کرنا اب ممکن نہیں ہے، اور یہ ساری ضرورتیں بغیر روپے کے پوری نہیں ہوسکتی ہیں، دینی تعلیم حاصل کرنے والے اکثر علما روپے اور آمدنی کے اعتبار سے پریشان رہتے ہیں، کبھی اسباب کے مہیا کرانے کی فکر، کبھی قوم کی فلاح و بہبود کا غم، کبھی مذہب وملت کے عروج واشاعت کا تردد، کبھی اپنے معاشی حالات کو بہتر بنانے کے درد میں مبتلا رہتے ہیں، اور عوام کا حال یہ ہے کہ وہ ہر چیز کو ریڈیمنٹ ہی تلاش کرتے ہیں، دنیا کمانے کے لئے مشقتیں برداشت کرلیتے ہیں لیکن دین کے لئے دس قدم چلنا بھی گوارہ نہیں کرتے ہیں، ایک عجب بات یہ بھی ہے کہ دنیا کی ہر قوم اپنے رہبر ورہنما کو اچھے حالات میں دیکھنا پسند کرتی ہے بلکہ اس کے لئے جتن بھی کرتی ہے مگر ہماری قوم اپنے رہنماؤں کو مسجد کے ائمہ ومؤذنین کو، مدرسین ومفسرین کو مفتیان ومبلغین کو اچھی حالت میں دیکھنا پسند نہیں کرتی ہے تو ان کے لئے مضبوط ذرائع آمدنی کیسے پیدا کرسکتی ہے۔

مگر ادیب شہیر مولانا محمد ادریس رضوی صاحب ان سب چیزوں سے بے پرواہ ہوکر اپنے فرائض منصبی کی مصروفیتوں کے باوجود دینی وادبی عناوین پر ۳۳ رکتابیں تصنیف کرچکے ہیں اور ان میں سے بیشتر کتابیں منظر عام پر آکر قارئین سے خراج عقیدت پاچکی ہیں، مثلاً ''کلام راہی اور صنائع وبدائع'' کو صاحبان علم وادب نے پڑھنے کے بعد سراہا اور یہ کہنے پر مجبور ہوئے کہ اس عنوان پر ایک شاعر کے کلام پر اتنی ضخیم کتاب پہلی بار منظر عام پر اتنی وسیع معلومات کے ساتھ آئی ہے، اور کلام راہی میں چھپے ہوئے نادرات کو علم وادب کے شائقین کے سامنے ایک کھلی کتاب کی شکل میں پیش کرکے دادِ تحسین حاصل کی ہے۔

ڈاکٹر عبدالحمید اکبر صاحب آپ کی ادب شناشی اور علمی وادبی لیاقت کو دادِ تحسین دیتے ہوئے رقمطراز ہیں:

''مولانا محمد ادریس رضوی ایم۔اے، کی اس اہم علمی کوشش کو دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ موصوف گوناگوں صلاحیت کے حامل ہیں، کلام راہی میں صنائع وبدائع کی تلاش میں اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاکر انتہائی اہم کام انجام دیا ہے''۔

مذکورہ کتاب کے متعلق پروفیسر مرزا خلیل احمد بیگ لکھتے ہیں:

محمد ادریس رضوی لائق مبارکباد ہیں کہ انہوں نے غلام مرتضیٰ راہی کے کلام میں پائے جانے والے صنائع وبدائع پر ایک مفصل کتاب موسوم بہ ''کلام راہی اور صنائع وبدائع'' تصنیف کی ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ راہی کی شاعری نہ صرف گنجینۂ معنی کے طلسم سے عبارت ہے بلکہ زبان وبیان کی گوناگوں خوبیوں سے بھی متصف ہے''۔

درس تدریس کے ماہر اور صنائع وبدائع سے واقف ڈاکٹر وحید انجم رقم کرتے ہیں:

''کلام راہی اور صنائع وبدائع'' موضوع اور مواد کے اعتبار سے منفرد ہے اس طرح کی کتابیں میری نظر سے بہت کم گذری ہیں، دورِ حاضر میں ایسی کتابوں کا چلن مفقود ہورہا ہے ایسی کتابیں نایاب تو نہیں کمیاب ضرور ہیں''۔

قلم کاغذ کے شیدا، صفِ اوّل کے ناقد ڈاکٹر یحییٰ نشیط رقمطراز ہیں:

''محمد ادریس رضوی نے....اردو کے شعری نقد وادب میں اس نوع کا یہ گویا اولین تجزیہ ہے، اس سے قبل مستقل طور پر خالصتاً علم بدیع کی میزان پر ایسی تنقید کے نمونے شاذ ہی ملتے ہیں، اگر ہیں بھی تو طویل مضامین یا مقالوں کی صورت میں مل سکتے ہیں، محمد ادریس رضوی نے ندرت کو تلاش کرنے کے لئے علم بدیع کا سہارا لیا ہے، اور ان کی شاعری میں پائی جانے والی لفظی ومعنوی خوبیوں کو منکشف کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے''۔

۳۳ رکتابوں کے علاوہ محمد ادریس رضوی کے تقریباً ۶۰ رمقالے، دو درجن سے زیادہ کتابوں پر تبصرے اور چار کتابوں پر پیشِ لفظ اور تقاریظ بھی ہیں، موصوف کے لکھنے کا سلسلہ ہنوز جاری ہے، محمد ادریس رضوی نے میری کتاب ''معمولات اہلسنت'' پر بھی تقریظ تحریر کی ہے، محمد ادریس رضوی کی ادبی ،لسانی اور قلمی خدمات پر، ادبی، لسانی اور قلمی خدمات سے شغف رکھنے والے، قوم وملت اور علم وادب کی راہ میں بے لوث خدمت کرنے والے، رفیقِ ملت جناب سید یاسین علی قادری صاحب نائب سکریٹری سنی جامع مسجد، پتری پل کلیان نے ''امام احمد رضا ایواڈ'' سے نوازا ہے، سید صاحب قابل رشک اور مبارکباد کے مستحق ہیں، ایسے لوگ بہت کم ملتے ہیں جو ہیرے کو پاکران کی حوصلہ افزائی اور قدر کرتے ہیں، مولیٰ کریم ان کو دارین کی بہتری عطا فرمائے۔

اس افراتفری اور زر پرستی کے دور میں دینی تعلیم اور امامت وخطابت کی ناقدری اور ائمہ ومؤذنین کی تنخواہ کی بات عام ہے، ایسے ماحول میں مولانا حافظ وقاری الحاج محمد ادریس رضوی نے امامت و خطابت کی ذمہ داری کو اصول وضوابط کے ساتھ مستقل مزاجی سے پورے ۳۵ رسالوں سے نبھا رہے ہیں، ان ۳۵ رسالوں میں ۲۵ رسال سنی جامع مسجد، پتری پل میں گزارا ہے، ان ۲۵ رسالہ خدمات پر ان کا سلور جبلی منایا جارہا ہے، لہٰذا مسجد کے مقتدیان اور خصوصی طور پر ٹرسٹیاں مبارکباد کے قابل ہیں، اس دور میں جبکہ مسجدوں میں نمازی اور مقتدی کم اور ناقدین زیادہ ہوتے ہیں ان ناقدین کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ امام کی تھوڑی سی غلطی کو پکڑو، اور مصلۂ امامت سے ہٹاؤ، لیکن سنی جامع مسجد پتری پل کلیان کے ٹرسٹیان اور مصلیان نے ثابت کردیا ہے کہ ہم لوگ اہل عقیدت ومحبت ہیں، ہم عیب وکمی نہیں بلکہ خوبیاں دیکھتے ہیں، کیوں کہ خصوصیات وخامیاں تو انسان کی فطرت میں شامل ہے اور اس کو نبھاتے ہوئے چلنا یہ انسانیت ہے اور ہم اسی انسانیت اور عقیدت ومحبت میں سلور جبلی کا پروگرام منا کر اپنے امام وخطیب کو امامت وخطابت وقومی خدمات کے امتیاز پر امتیازی ایوارڈ ''سرکار مفتی اعظم ہند ایواڈ'' سے نواز رہے ہیں، یقیناً یہ بڑی گہری محبت کی دلیل ہے آخر میں ہم دعا گو ہیں، مولیٰ کریم ہمیشہ اسی طرح ان سب کے دلوں کو قائم رکھے، ٹرسٹیاں اور تمام اہل عقیدت وقوم مسلم کے کاروبار میں خوب برکتیں عطا فرمائے، آمین بجاہ سید المرسلین۔

محمد قمر عالم مصباحی

بزم انوار صوفیہ مدرسہ شہاب العلوم، اکلوج، شولا پور (مہاراشٹر)

اختتامیہ

پروگرام کے آخر میں حضرت علامہ جمال احمد علیمی صاحب کا خطاب ہوا صلاۃ وسلام کے بعد آپ ہی کی دعا پر رات میں دو بجے پروگرام کا اختتام ہوا، پروگرام میں شرکت کرنے والے علمائے کرام کے اسمائے گرام ذیل میں درج ہیں۔

مولانا مفتی حسن منظر قدیری، مدرسہ رضویہ، بیل بازار کلیان، مولانا مفتی عبدالولی سبحانی صاحب رضا مسجد، بیل بازار کلیان، مولانا مفتی محبوب رضا صاحب، نوری دارالافتاء بھیونڈی، مولانا محمد قمر عالم رضوی مصباحی صاحب، دارالعلوم بزم صوفیہ، اکلوج، ڈاکٹر پروفیسر عبدالحمید اکبر صاحب وڈاکٹر پرو فیسر منظور احمد دکنی صاحب گلبرگہ یونیورسٹی گلبرگہ، مولانا عبدالقیوم احسن القادری مصباحی، الجامعۃ القادریہ برکات رضا، امبرناتھ، علامہ جمال احمد علیمی صاحب، میمن مسجد کلیان، مولانا علی حسن قادری صاحب ومولانا فاروق رضوی صاحب، نوری مسجد سوچک ناکہ کلیان، مولانا احمد رضا صاحب، برکاتیہ مسجد سرودے پارک کلیان، مولانا محمد مسعود رضا قادری، مدرسہ رضویہ، بیل بازار کلیان، مولانا محمد جہانگیر اشرف رضوی، مدرسہ یتیم خانہ والدھونی کلیان، حافظ محمد شمشاد احمد، حافظ عبدالقادر صاحب، مدرسہ رضویہ، بیل بازار کلیان، حافظ غلام جابر صاحب، بسم اللہ مسجد کلیان، مولانا محبوب رضا، مدرسہ رضویہ، بیل بازار کلیان، مولانا عبدالرحمٰن صاحب، میمن مسجد کلیان، مولانا ریحان احمد صاحب، بھیونڈی چال مسجد کلیان، مولانا شمیم اختر صاحب، قاری جاوید احمد صاحب، اصلاح المسلمین کلیان، مولانا کلیم الدین صاحب، غوثیہ مسجد کلیان، حافظ دلشاد احمد صاحب، البنات القادریہ، کلیان، مولانا محمد اعجاز صاحب، کالی مسجد، کلیان، مولانا انور علی صاحب، مولانا مختار احمد صاحب، مولانا ذوالفقار صاحب، دارالعلوم فیضان نوری، امبرناتھ، مولانا زین العابدین صاحب کلیان، مولانا عرفان احمد صاحب، تھانے۔ مولانا توصیف رضا صاحب، ممبئی۔

اس پروگرام کی رپورٹ '' ہفت روزہ طلوع سحر'' گلبرگہ روزنامہ ''انقلاب'' ممبئی اور روزنامہ ''اردو

الحمدللہ:۔ **الجامعۃ الرضویہ** (مدرسہ اسلامیہ یتیم خانہ کلیان مہاراشٹر کا ایک ایسا ممتاز ومنفرد ادارہ ہے جہاں دینی، عصری، روایتی، تکنیکی، تعلیم کے علاوہ تصنیف وتالیف، نشرو اشاعت، تبلیغ وصحافت کے شعبہ جات بھی متحرک وفعال ہیں۔

سہ ماہی رسالہ ''المختار'' اس کی زندہ وجاوید مثال ہے جو کہ نہایت خوش اسلوبی، ذمہ داری کے ساتھ اپنی عمر کا تین سالہ سفر طے کر چکا ہے۔ مستقبل میں بھی قارئین کی مشتاق نگاہوں کو زیب و زینت بخشنے کے لئے دینی، دنیاوی، سیاسی سماجی، تاریخی اور فکری معلومات فراہم کرنے کے لئے پر عزم ہے، ناظرین آج ترسیل وابلاغ کا دور ہے، وہی قوم کام ب ہوگی جس کے ہاتھوں میں قلم ہے، جس کے پاس تحریری اور تصنیفی ذخیرہ ہے، جو اپنی تاریخ کی ورق گردانی کرتی ہے۔ لہٰذا سہ ماہی رسالہ المختار جو اسلاف کی تاریخ کا مجموعہ، ماضی کی داستان کا ذخیرہ، دینی معلومات کا آئینہ اور ابلاغ وصحافت کا گنجینہ ہے، آپ اسے خریدیئے، پڑھیئے، ممبر بنیئے، دوستوں کو بنایئے، اردو اور قومیت کو فروغ دیجیئے۔

نوٹ اہل فکر وقلم حضرات سماج کے سلگتے ہوئے مسائل پر اپنے تاثرات وخیالات، بے لاگ تبصرے ادارہ المختار کے لئے قیمتی وزرین مشورے یا پھر دیگر مضامین بھیج سکتے ہیں جسے انشاء اللہ ضرور شامل اشاعت کیا جائیگا۔۔۔۔۔۔۔(ادارہ)

سُبحانہٗ وتعالیٰ